اسلامی ازدواج

نوجوان مسلمانوں کے لئے ایک مفید کتابچہ

پیش کردہ ازطرف

ورلڈ اسلامک نیٹورک

فہرست ابواب

۱۔ امام جعفر صادقؑ کی نکاح کے سلسلہ کی ایک دعا ....

۲۔ مقدمہ ....

۳۔ اسلام میں ازدواج کی اہمیت ....

۴۔ کب شادی کرنا چاہیئے ....

۵۔ ہمسر یعنی شریک حیات کا انتخاب ....

۶۔ ازدواج کے مراسم ....

۷۔ شب زفاف ....

۸۔ مباشرت کے ایام اور اوقات ....

۹۔ فن مباشرت ....

۱۰۔ حاملگی کے لئے دعا ....

۱۱۔ ضد حاملگی اور اسقاط حمل ....

۱۲۔ غسل جنابت ....

۱۳۔ حقوق طرفین اور آپسی برتاؤ ....

۱۴۔ اہل خاندان کے فرائض ....

۱۵۔ چند اسلامی اصطلاحات ....

۱۶۔ تذکرۂ آخر ....

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا

جب کوئی شخص نکاح کے ارادے سے کہیں پیش نہاد کرے تو اسے چاہیئے ہے کہ پہلے دو رکعت نماز حاجت بجالائے اور پھر خداوند باری تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد یہ دعا پڑھے۔(۱)

(تہذیب الاسلام، علامہ محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ (اردو ترجمہ، صفحہ ۱۲۷)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنّيۡ اُرِيۡدُ اَنۡ اَتَزَوَّجَ فَقَدَّرۡلِيۡ مِنَ النِّسآءِ اَعَفَّهُنَّ فَرۡجاً وَّ اَحۡفَظَهُنَّ لِيۡ فِيۡ نَفۡسِهَا وَ مَالِيۡ وَ اَوۡ سَعَهُنَّ لِيۡ رِزۡقاً وَ اَعۡظَمَهُنَّ لِيۡ بَرَكَةً فِيۡ نَفۡسِهَا وَ مَالِيۡ اَنّٰي اَتۡرُكُ فَقَدِّرۡلِيۡ مِنۡهَا وَلَداً طَيِّباً تَجۡعَلَهُ خَلَفاً فِيۡ حَيٰوتِيۡ وَ بَعۡدَ مَوۡتِيۡ۔

اللہ کے نام جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔اے اللہ میرا نکاح کا ارادہ ہے پس تو میرے لئے سب سے زیادہ پاکدامن شریک حیات مقدر فرما اور جو میرے لئے خود اپنی اور میرے اموال کی حفاظت کرے اور جو روزی اور تیری نعمتوں اور برکتوں کی نسبت میرے لئے خوش قدم

ثابت ہو اور اسکے بطن سے مجھے پاکیزہ فرزند عنایت فرمانا جو کہ دنیوی اور آخرت کی زندگی میں میرے لئے شریں ثمرہ ثابت ہوں۔

(تہذیب السلام علاّمہ باقر مجلسی علیہ الرحمہ (اردو ترجمہ صفحہ ۱۲۷)

مقدمہ

(الف) اس کتابچہ کی کیسے ضرورت ہے؟

یہ کتاب ان لوگوں کے لئے لکھی گئی ہے جو عنقریب اپنی ازدواجی زندگی کا آغاز کرنا چاہتے ہیں یا پھر تازہ شادی شدہ ہیں۔ ہم نے اس مختصر سی کتاب میں ازدواجی زندگی سے متعلق اہم مطالب بیان کئے ہیں۔ اور ساتھ ہی ہمارا یہ مشورہ ہے کہ اسی موضوع پر دوسری تفصیلی کتابوں کا بھی مطالعہ کیا جائے جن کی فہرست اس کتاب کے آخر میں درج کی گئی ہے۔

(ب) ہمیں ازدواجی زندگی کے اصول کیوں جاننا چاہئیے ہیں؟

شرعی قوانین کی پابندی کرنا نہ تنہا نماز اور روزوں کی ادائیگی کے حد تک ہے بلکہ یہ پابندی ہر مسلمان پر اپنے تمام افعال اور اعمال کی نسبت واجب ہے۔ دین مبین اسلام میں ازدواجی زندگی اور اس سے وابستہ زن و شوہر کے درمیان جنسی تعلقات کے لئے بھی روشن اور واضح اصول درج ہیں۔

پس اگر آپ دین اسلام کی بطور کامل پیروی کرنا چاہتے ہیں تو لازماً آپ کو ازدواجی زندگی کے قوانین اور اصول بھی جاننا اور اپنانا چاہئیے ہیں۔ اسلام دین فطرت ہے اور کسی بھی فطری تقاضے کی ادائیگی کے عمل میں حائل نہیں ہوتا، البتہ ہر فطری تقاضے کے لئے الٰہی قوانین تعین و مقرر کر رکھے ہیں کہ جنکی متابعت خود اطاعت کرنے والے کی نجات اور فلاح کا سبب بنتی ہے جیسا کہ امام سجادؑ نے اپنی ایک دعا میں فرمایا ہے۔ **یا مَنْ طَاعته نجات المتعین۔**

ازدواجی زندگی کے اسلامی قوانین نہ فقط آپ کو دین کے پابند اور وفادار رہنے کے قابل بناتے ہیں بلکہ آپ کو تمام ایسے فاحش جنسی مطبوعات کے غیر اخلاقی حملوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ یہ مطبوعات جنسی خواہش اور تقاضوں کو فطری عمل ہونے کے ناطے بطور مطلق بی بند و بار قلمداد کرتے ہیں۔ اور اس بیند و باری کے نتیجہ میں انسان انسانیت کے درجے تو بر کنارِ حیوانیت کے درجوں سے بھی پست سقوط کر جاتا ہے۔

غرب کی نام نہاد جنسی اخلاقیات میں بہت کچھ جائز ہے جو کہ دین اسلام میں مطلقاً ممنوع ہے۔ بعض اعمال کی ممانعت اور مخالفت کسی بھی مرد

کی ذاتی آزادی کو نقص کرنے کے لئے نہیں ہے۔ درحقیقت دین اسلام اس مخالفت کے پس پردہ نہ فقط ہماری مادی بہبودی کا خواہاں ہے بلکہ ہماری روحانی ارتقا کو بھی مد نظر رکھتے ہوئے اسکا ضامن بنتا ہے۔ اور پھر جنسی معاملات میں آزادیٔ مطلق کی خواہاں اور عمل پیرا ہر سوسائٹی کی بے انتہا اخلاقی پستی اس اسلامی نقطہ نظر کی حمایت میں ایک مبین دلیل ہے۔

(ج) اس کتاب کا نسب العین

ہر معاشرے میں چند گواہوں کے درمیان نکاح کے جاری ہوجانے پر ایک زن و مرد بحیثیت زن وشوہر یا ایک دوسرے کے شریک حیات اور ہمسر کے بطور اپنی نئی ازدواجی زندگی کا آغاز کرتے ہیں جس میں نسل انسانی ایک مطمئن، عاطفہ اور محبت سے بھرپور ماحول میں پروان چڑھتی ہے۔ بنابرایں ازدواجی زندگی ہی میں نسل انسانی کی بقاء فلاح اور بہبودی مُزمر ہے۔ اور اگر یہ زندگی اسلامی اصولوں سے آگاہی اور ان پر عمل پیرائی کے ساتھ ہو تو ایسی ازدواجی زندگی کے ثمرے بھی نجیب اور پاک ہونگے۔ نتیجتاً ہماری نسلیں اہل بیت کی محبت سے سرشار، امام زمانہؑ کے پیرو اور انکی خوشنودی کا باعث ہونگیں (انشاءاللہ)۔ یہی اس کتاب کا ہدف اور

نسب العین ہے اور خداوند متعال کی درگاہ میں مخلصانہ اور عاجزانہ دعا ہے کہ ہمیں اس نیک مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔ (آمین)

یادداشت:

دین مبین اسلام میں نکاح کی دو قسمیں ہیں: دائمی اور مُوَقَّتی۔ موقتی نکاح جو کہ ایک معین وقت کے لئے ہوتا ہے اسے متعہ کہتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ کتاب کم وبیش دائمی نکاح کرنے والے زوج کے لئے لکھی گئی ہے۔ اسلئے متعہ کے موضوع کو اس کتاب میں بیان نہیں کیا گیا ہے۔

دین اسلام میں ازدواج کی اہمیت

قرآن مجید میں خداوند متعال کا فرمان:-

و اَنۡکِحُوۡا لۡاَیَامٰی مِنۡکُمۡ وَالصّٰلِحِیۡنَ مِنۡ عِبَادِکُمۡ وَ اِمَآئِکُمۡ، اِنۡ یَّکُمۡ نُوۡا فَقَرَآءَ یُغۡنِہِمُ اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ، وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ۔

(سورہ نور، سورہ شمارہ ۲۴، آیت شمارہ ۳۲)

اور اپنی (قوم کی) بے شوہر عورتوں اور اپنے نیک بخت غلاموں اور لونڈیوں کا بھی نکاح کر دیا کرو اگر یہ لوگ محتاج ہوں گے تو خدا اپنے فضل (وکرم) سے انہیں مالدار بنادے گا اور اللہ تو بڑی گنجائش والا واقف کار ہے۔

مذکورہ بالا آیت شریفہ کا آغاز ''وَ اَنۡکِحُو'' سے ہوتا ہے، جو کہ گرامر یعنی دستور زبان کی اصطلاح کے مطابق صیغہ امر کہلاتا ہے نتیجتاً یا تو نکاح ایک عمل واجب ہے یا پھر سنت موکدہ ہے۔

(ازدواج اور اخلاقیات در اسلام، سید محمد رضوی)

علماء کی اکثریت کے مطابق گو کہ ازدواج کرنا ایک سنت موکدہ ہے لیکن اگر ایک انسان اسکے بغیر (زنا کے جیسے) گناہ کا مرتکب ہوسکتا ہے تو ایسے انسان کے لئے ازدواج واجب ہوجاتا ہے۔

ہمارے رسول مقبولؐ نے فرمایا ''اللہ کی نظر میں کوئی گھر پیارا نہیں مگر یہ کہ اسکی بنیاد ازدواج کے ذریعہ سے ہوئی ہو۔

(وسائل الشیعہ، جلد ۱۴، صفحہ ۳)

ایک اور جگہ رسول اکرمؐ فرماتے ہیں:-

''میری امت کے بہترین افراد وہ ہیں جو نکاح کرتے ہیں اور اپنے لئے ہمسروں کا انتخاب کرتے ہیں اور (برخلاف اس کے) میری امت کے بدترین افراد وہ ہیں جو ازدواجی زندگی سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں اور اپنی زندگی مجردوں کی طرح گذارتے ہیں۔

(جوان کے لئے تحفہ، شبیب رضوی)

ہمارے مولائے متقیان، امیر المؤمنین حضرت امام علیؑ نصیحت فرماتے ہیں:

''نکاح کرو کیونکہ نکاح سنت رسول اکرمؐ ہے۔''

(مستدرج المسائل، محدث نوری، جلد ۲، صفحہ ۵۳۱ کے حوالہ سے)

اوراسی طرح خودرسول مقبولؐ فرماتے ہیں:-

''جوکوئی بھی میری سنتوں پرعمل کرنا چاہےتو وہ جان لے کہ نکاح میری سنتوں میں سے ہے۔''

(وسائل الشیعہ، جلد ۱۴ صفحہ ۳-۴ اور ۶)

(الف) ازدواجی زندگی میں جنسی خواہشات اورروابط کی اہمیت

دین مبین اسلام نے ازدواجی زندگی کو افلاطونی (یعنی بغیر جنسی) روابط کے اندر محدود نہیں کررکھا ہے اور نہ ہی اسکا تنہا مقصد اولاد کی پیدائش ہے۔ اسلامی اصطلاح میں ''نکاح'' کے لفظی معنیٰ جنسی رابطہ بھی ہمبستری کے ہیں؟

(ازدواج اوراخلاقیات دراسلام، سید محمد رضوی)

اگر ایسا ہے تو پھر اسلام نے جنسی روابط کے برقراری کے لئے کیوں قوانین تعین کررکھے ہیں؟ اسکی منطقی وجہ یہ ہے کہ اسلام نے بطور کامل یہ درک کیا ہے کہ جنسی خواہشات کو نہ تو دبایا جاسکتا ہے اور نہ ہی یہ درست ہے کہ انھیں دبانا چاہیئے ہے۔ اسلئے فقط وفقط دنیا اورآخرت، دونوں جہان کی زندگی کی کامیابی کے لئے اسلام نے جنسی خواہشات کی تسکین (کی

روشوں) کو منظّم کرنا ضروری سمجھا ہے۔

ازدواجی زندگی میں جنسی خواہشات کی تسکین کو قرآن مجید میں بطور آشکار سفارش کی ہے۔

فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ۔

(سورہ بقرہ آیت ۲۲۲)

پس جب وہ (بیویاں) اپنے آپ کو (حیض کے بعد) پاک کرلیں تو جیسا کہ تمہیں خدا نے حکم دیا ہے، ان کے پاس جاؤ۔

(ب) جنسی خواہشات کی تکمیل

رسول اقدسؐ اور ہمارے پاک اماموعؑ نے بھی اپنے پیروی کرنے والوں کو نکاح کرنے اورشرعی طور پراپنی جنسی خواہشات کی تکمیل اور تسکین حاصل کرنے کے لئے تشویق کیا ہے، جیسا کہ ذیل کی حدیثوں سے ظاہر ہے۔

رسول اکرمؐ نے فرمایا:-

''اے نوجوانوں میں تمہیں نکاح کی سفارش کرتا ہوں۔'' (۹)

(وسائل الشیعہ جلد ۱۴، صفحہ ۲۵)

اس طرح امام رضاؑ نے فرمایا:

''تین چیزیں پیغمبران خدا کی سنت میں ہیں: خوشبو لگانا، اپنے زائد بالوں کو برطرف کرنا اور اپنے ہمسر کی طرف رجوع کرنا۔(۱۰)

(وسائل الشیعہ جلد ۱۴ صفحہ ۴)

(ج) تجرد اور رہبانیت کی زندگی (گذارنا) ممنوع

اسلام بطور کلّی رہبانیت اور تجرد کی زندگی کا سخت مخالف ہے۔ عثمان بن مازون پیغمبر اکرمؐ کے قریبی صحابی تھے۔ ایک دن انکی زوجہ رسول مقبولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور شکایت کی، '' اے اللہ کے پیغمبر، عثمان دنوں میں روزے رکھتا ہے اور راتوں کو عبادت میں مصروف رہتا ہے'' یعنی پوشیدہ الفاظ میں یہ اظہار کیا کہ اسکا شوہر رات اور دن کے ہر دو اوقات میں اس کے ساتھ جنسی رابطہ برقرار کرنے سے اجتناب کرتا ہے۔ یہ سن کر رسول مقبولؐ غضبناک ہو گئے اور اتنا بھی صبر نہ کیا کہ اپنی نعلین پہن لیں۔ مستقیم عثمان کے گھر پہنچے اور اسکو عبادت میں مشغول پایا جب عثمان کی نماز تمام ہوئی اور رسولؐ کی طرف متوجہ ہوا تو انہوںؐ نے فرمایا: او عثمان، اللہ نے مجھے رہبانیت کی تبلیغ کے لئے نہیں بھیجا ہے بلکہ اس نے مجھے ایک سادہ اور سیدھی

شریعت کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں بھی روزے رکھتا ہوں اور نمازیں پڑھتا ہوں اور اسکے ساتھ ساتھ اپنی بیویوں کے ساتھ نزدیکی تعلقات بھی برقرار رکھتا ہوں۔ تو جو کوئی میری سنتوں کو پسند کرتا ہے تو اسے چاہیئے ہے کہ وہ ان کی متابعت کرے اور نکاح میری سنتوں میں سے ایک ہے۔''

(وسائل الشیعہ، جلد ۴ صفحہ ۱۰)

(د) ازدواجی زندگی کے مفید اثرات

مختلف تحقیقی مطالعات اس حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں کہ شادی شدہ افراد جسمانی اور روحانی لحاظ سے غیر شادی شدہ افراد کی نسبت صحت مندتر ہوتے ہیں۔ دین مبین اسلام کا یہ دعویٰ ہے کہ اسلامی قوانین کے ماتحت ازدواجی زندگی متعدد حیثیت سے ہمارے لئے مفید ہے۔

اسلام ازدواجی زندگی کو روحانی ارتقا اور تکامل کو پہنچنے کا (بہترین طبعی اور تنہا) وسیلہ سمجھتا ہے۔ (تنہا اسلئے کہ ازدواج کے بغیر ایک انسان کی زندگی مکمل ہی نہیں ہوتی)

رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے:-

''وہ جس نے نکاح کیا، اس نے نکاح کرتے ہی بنقد اپنا نصف دین

حفظ کرلیا، اس لئے بقیہ نصف دین کے لئے اسے اللہ سے ڈرنا چاہیئے ہے۔(۱۲)

(وساؤل الشیعہ، جلد ۱۴، صفحہ ۵)

یہ کتنی آشکار حقیقت ہے۔ایک شخص جس نے اپنی جنسی خواہشات کو شرعی حدود میں رہتے ہوئے (یعنی بنا کسی غیر فطری دباؤ کے تحت) پورا کیا ہوتو وہ بقدرت اپنی روحانی ارتقا کی تعقیب وتلاش سے منحرف ہوگا۔(لیکن اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس شخص کو شرعی حدود کی مکمل آگاہی ہو)

(ہ)ازدواجی زندگی عبادت کی قدرومنزلت میں اضافہ کا باعث۔

رسول اکرمؐ نے فرمایا:-

’ایک شادی شدہ شخص کی دو رکعت نماز ایک مجرد فرد کی رات بھر کی عبادت وشب بیداری اورایک دن کے روزہ سے بہتر ہے۔

(وسائل الشیعہ جلد ۱۴، صفحہ ۵)

ایک خاتون رسول مقبولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ اسکا شوہر اسکی ہر تلاش کے باوجود اسکی طرف متوجہ نہیں ہوتا ہے اور ہمیشہ تفکرات میں کھویا رہتا ہے۔اس پر رسول اللہؐ نے اس عورت سے کہا کہ اپنے شوہر کو

عمل ہمبستری انجام دینے کے اجراور پاداش سے اس طرح آگاہ کرے۔

جب کوئی مرد اپنی زوجہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو دو فرشتے اسکی حفاظت کرتے ہیں اور اس رجوع کرنے کی حالت میں اللہ کی نظر میں وہ ایک جنگجو مجاہد ہے جو فی سبیل اللہ جنگ کررہا ہے اور جب وہ اسکے ساتھ ہمبستری اور مباشرت کرتا ہے تو اسکے گناہ اسطرح جھڑتے ہیں جس طرح (پت جھڑ کے موسم میں) کسی درخت کے پتے جھڑتے ہیں اور جب وہ غسل جنابت انجام دیتا ہے تو وہ گناہوں سے پاک کردیا جاتا ہے۔‘‘

(نوادر الراوندی، صفحہ ۳۶)

(و)ازدواجی زندگی رزق میں برکت کا باعث

رسول امینؐ نے فرمایا:-

’’اپنے مجرد افراد کو ہمسری دو کیونکہ (ازدواج کے سایہ میں) اللہ انکے دلوں میں رعایت اصول اخلاق کا شوق اور جذبہ پیدا کرتا ہے، انکے رزق میں برکت دیتا ہے اور انکی (انسانی قدروں اور جذبہٗ) سخاوت میں اضافہ کرتا ہے۔‘‘

(نوادر الراوندی، صفحہ ۳۶)

انتخاب ہمسر

اب جبکہ ہم نے یہ جان لیا کہ دین اسلام ازدواج اور ازدواجی زندگی کو کتنی اہمیت دیتا ہے۔شاید طبیعی طور پر ذہن میں یہ سوالات ابھرے۔

(الف) اپنے ہمسر یا شریک حیات کو کس طرح انتخاب کیا جائے؟

(ب) اسلام اس سلسلے میں کس قسم کی راہنمائی اور مسیر (مکمل) ہدایت ہمارے لئے فراہم کرتا ہے؟

(ج) کیا ہم اپنے شریک حیات میں کوئی خاص صفات کے خواہاں ہوں یا پھر مادّی اوردینوی نقطہ نظر سے بہترین ہمسر کے در پہ ہوجائیں؟

(د) کیاارتباط قبل ازازدواج لازم ہے؟

مکتب اہل بیتؑ نے مذکورہ بالاسوالوں کے معین اورآشکارا جواب فراہم کئے ہیں اور واہمی اور بیہودہ خیالات کی متابعت کرنیکے لئے ہمیں آزادنہیں چھوڑا ہے۔مناسب اورشایستہ شریک حیات کے انتخاب کرنے کی بہترین روش تعلیم فرمائی ہے۔اور وہ صفات جوایک شریک حیات میں

پائے جانے چاہئیے انکی نشاندہی کی ہے۔ چند جائز اور اہم صفات حسب ذیل ہیں۔

(الف) دینداری

علی اکبر مظاہری جو Youth and spouse selecion کے منصف ہیں ان کا کہنا ہے۔ایک فرد جس کے پاس دین نہیں اسکے پاس کچھ بھی نہیں۔

(یوتھ اینڈ اسپاؤس سلیکشن،علی اکبر مظاہری)

جب ایک شخص رسول مقبولؐ کی خدمت میں شریک حیات کے انتخاب کے سلسلے میں راہنمائی اور ہدایت کے لئے آیا تو انہوںؐ نے فرمایا، ''تم پرواجب ہے کہ مذہب پر عمل پیرا شریک حیات کا انتخاب کرو۔''

(وسائل الشیعہ، جلد ١٤، صفحہ ٣٠)

خوبصورتی زن اور مال وزر کی انسانی بنیادی کمزوری کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ کے رسولؐ نے متنبہ کیا ہے،''ایک شخص جو کسی عورت کو اسکے مال و دولت کی وجہ سے انتخاب کرتا ہے اللہ اسے اسکے اپنے حال پر چھوڑ دیتا ہے اور جو کسی عورت کو فقط اسکی خوبصورتی کی وجہ سے انتخاب کرتا ہے تو وہ اس عورت میں ایسی عادتیں پائے گا جنہیں وہ ناپسند کرتا ہے اور (اسکے برعکس)

اگر کوئی فرد اپنے شریک حیات کا انتخاب فقط اسکے عقیدہ (دینداری) کی بنیاد پر کرتا ہے تو اللہ ایسے شریک حیات کو تمام اخلاق حسنہ سے نوازے گا۔

(وسائل الشیعہ، جلد ۱۴، صفحہ ۳۱)

(ب) حسن طبیعت

ایک ہمسر کے انتخاب کے سلسلے میں تقویٰ اور دینداری کے بعد کا اہم معیار حسن طبیعت (یعنی اچھی فطرت) ہے۔

حضرت امام رضاؑ نے کسی کے سوال کرنے پر کہ آیا ایک بدتربیت انسان سے اپنی بیٹی کی شادی کرنا صلاح (عمل صالح) ہے تو انہوں نے جواب ارشاد فرمایا:-

"اگر وہ بدتربیت (بدمزاج) ہے تو اپنی بیٹی کی شادی ایسے شخص سے ہرگز نہ کرنا۔"

(یوتھ اینڈ سپاؤس سلیکشن، علی اکبر مظاہری، صفحہ ۱۵۱)

یہی (معیار) ایک ہونے والی دلہن کے انتخاب کے لئے برقرار رہے گا جو اچھے اخلاق کے زیور سے آراستہ نہ ہو۔ ایک ایسی عورت اگرچہ خوبصورت اور ثروتمند ہو تو وہ اپنے شوہر کی زندگی کی اپنی بداخلاقی اور فقدان ادب کی وجہ سے دقت آمیز بنادے گی اور وہ خود بھی ازدواجی زندگی کے

مشکلات کا مقابلہ کرنے میں ہرگز صُبُور اور حوصلہ مند نہ رہ پائے گی۔

(ج) مطابقت

رسول اکرمؐ نے (مال وثروت کی بنیاد پر امت مسلمہ میں) کسی قسم کی طبقہ بندی کو جائز اہمیت قرار نہیں دیا۔ لیکن (ایک خوشگوار) ازدواج کے لئے نامزد طرفین کے مابین افکار اور اعمال میں مطابقت کی خاص تاکید کی ہے اور انکا آپس میں ایک دوسرے کا معنوی لحاظ ہے کفو (یعنی برابر یا ہمسر) ہونے کو بھی لازمی قرار دیا تا کہ بعد کی ازدواجی زندگی میں کسی قسم کی رنجش اور عدم تفاہم پیدا نہ ہو۔

(یوتھ اینڈ سپاؤس سلیکشن، علی اکبر مظاہری، صفحہ ۳۴)

ایک دیندار اور اصول وقوانین کی پابند عورت کے لئے بہتر ہے کہ وہ اپنے ہی جیسے فرد کو اپنا شریک حیات بنائے۔

ایک شخص نے حضرت رسول اکرمؐ سے سوال کیا۔ "ہمیں کس سے شادی کرنا چاہیئے ہے؟" انھوںؐ نے جواباً فرمایا:-"ایک شایستہ (ہمسر) کے ساتھ۔ اس نے پھر سوال کیا۔ شایستہ ہمسر کون ہے۔"

رسول مقبولؐ نے جواب دیا ایمان اور عقیدہ رکھنے والے افراد اپنے

جیسوں کے ہمسر ہو سکتے ہیں۔

(یوتھ اینڈ سپاؤس سلیکشن، علی اکبر مظاہری، صفحہ ۱۷۵)

حضرت امام صادقؑ نے ارشاد کیا: ''ایک مہیم اور عاقل عورت بجز ایک دانشمند اور عاقل کے کسی اور کی ہمسری میں نہیں دینا چاہیئے ہے۔''

(یوتھ اینڈ سپاؤس سلیکشن، علی اکبر مظاہری، صفحہ ۱۷۸)

(د) شایستہ خاندان

اللہ کے پیغمبر نے شریک حیات کے انتخاب کے سلسلے میں خاندانی حسب ونسب کو جائز اہمیت قرار دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: '' پاکیزہ دامن خاندان سے اپنے لئے ہمسر چنو کیونکہ نطفہ اور رحم اپنا اثر دیکھاتے ہیں۔

(مکارم الاخلاق)

رسول مقدسؐ نے یہ بھی فرمایا:

''نہایت ہی احتیاط اور دقت کے ساتھ توجہ دو کہ اپنی اولاد (کے نطفہ) کو کہاں (کس رحم میں) قرار دے رہے ہو کیونکہ (دونوں طرف سے) موروثی صفات ایک مرموز اور لاشعوری طور پر منتقل ہو کر (ہونے والی اولاد پر) اپنا اثر دیکھاتے ہیں۔

((یوتھ اینڈ سپاؤس سلیکشن، علی اکبر مظاہری، صفحہ ۱۵۴)

امیر المؤمنین علیؑ نے قویاً ایک احمق اور دیوانے کے ساتھ شادی کرنے کو منع کیا ہے۔ انہوںؑ نے فرمایا ایک احمق عورت سے شادی کرنے سے اجتناب کرو کیونکہ اسکی محبت ایک نکبت ہے اور اسکی اولاد بھی تلف ہونے والی ہے۔''

(یوتھ اینڈ سپاؤس سلیکشن، علی اکبر مظاہری، صفحہ ۱۵۴)

(ج) جسمانی اور ذہنی تندرستی

گو کہ تقویٰ اور دینداری عمدہ ترین صفات ہیں۔ لیکن اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ ایک انسان اپنے ہونے والے ہمسر کی ظاہری شکل وصورت و زیبائی اقدام کو بطور تجلّی نظر انداز کر دے۔

رسول مقبولؐ نے فرمایا۔

جب کوئی کسی عورت کی خواستگاری کرے تو اسے چاہیئے ہے کہ وہ خوبروی کے علاوہ اسکی زلفوں کے بارے میں سوال کرے کیونکہ بالوں کی خوبصورتی ایک خوبرو عورت کے لئے اس کا نصف حسن ہے۔

(وسائل الشیعہ جلد ۱۴، صفحہ ۵۶)

(س) آپ کس سے شادی کر سکتے ہیں؟

خونی رشتے اور مذہبی وابستگی کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلامی شریعت نے ہمسر کے انتخاب کے سلسلے میں کچھ بندشیں عائد کی ہیں۔ مولانا سید محمد رضوی نے ان شرعی قوانین کو ہر حسب ذیل ایک اچھے پیرائے میں خلاصہ کیا ہے۔

(الف)

بعض خونی رشتے ایسے ہیں جہاں شادی کرنا حرام ہے (بطور کلّی آپ اپنے کسی محرم سے شادی نہیں کر سکتے) اور ان کی فہرست کے کلام قرآن مجید میں اسطرح بیان کی گئی ہے:-

مرد کے لئے:

ماں بیٹی، چاچی، ممانی، خالہ، پھوپھی رضاعی (دودھ پلانے والی) ماں یا بہن، ساس، بہو سالی، سوتیلی ماں یا بیٹی۔

عورت کے لئے:

باپ، بیٹا، چاچا، ماموں، خالو، پھوپھا، رضاعی باپ یا بھائی، سسرا

داماد اور سالا، سوتیلا باپ یا بیٹا۔

(قرآن شریف، سورہ ۴، آیت ۲۳ - ۲۴، ملاحظہ کریں)

(ب) مذہبی نقطہ نظر سے وابستہ محدودیتیں:

ایک شیعہ مسلم مرد ایک شیعہ یا غیر شیعہ مسلم عورت سے شادی کر سکتا ہے، لیکن اگر اس بات کا امکان یا خطرہ ہو کہ غیر شیعہ عورت سے شادی کے نتیجہ میں مرد اپنے دین سے گمراہ ہو جائے گا تو پھر یہ شادی حرام ہے۔ وہ ایک یہودی یا عیسائی عورت سے صرف متعہ (از دواج موقت) کر سکتا ہے لیکن وہ کسی اور مذہب کی عورت سے شادی نہیں کر سکتا ہے۔

اس طرح ایک شیعہ مسلم عورت ایک شیعہ یا غیر شیعہ مسلم مرد سے شادی کر سکتی ہے لیکن بہتر ہے کہ غیر شیعہ مسلم سے شادی نہ کرے لیکن اگر اس بات کا خطرہ ہو کہ وہ اس شادی کے نتیجہ میں اپنے دین سے منحرف ہو سکتی ہے تو یہ شادی حرام ہے۔ علاوہ برایں وہ کسی بھی غیر مسلم سے شادی نہیں کر سکتی ہے۔ (میرج اینڈ مارل ان اسلام، سید محمد رضوی)

(ج) چچا، پھوپھی، ماموں یا خالہ زاد بہن بھائی میں شادی

طبی لحاظ سے بہت قوی امکان ہے کہ چچا، پھوپھی، ماموں یا خالہ زاد بہن بھائی کے آپسی ازدواج کی صورت میں انکی اولاد پیدائشی معیوب ہوسکتی ہے۔ اسکے باوجود شریعت اسلامی ایسے ازدواج کو منع نہیں کرتی لیکن ترجیح بھی نہیں دیتی۔

مراسم ازدواج

ذیل میں دیئے گئے نکات کی طرف توجہ دینا ضروری ہے۔

۱۔ نامزدگی یا منگنی کی رسم:

ایک زن و مرد کے درمیان منگنی کی رسم انہیں ایک دوسرے کا شرعی شریک حیات نہیں بنا دیتی اسلئے وہ اپنے والدین کی اجازت اور موافقت کے باوجود اپنے محور سے بھی کہیں باہر نہیں جاسکتے۔ فقط صیغۂ عقد نکاح کے جاری ہوجانے کے بعد ہی وہ ایسا کرسکتے ہیں اور ایک دوسرے کے لئے حلال ہوجاتے ہیں۔

۲۔ جہیز:

لڑکی والوں سے جہیز کا تقاضا اور قہراً و جبراً اسکی وصولی کلّی طور پر ایک غیر اسلامی فعل ہے۔ دلہن کے والدین پر شریعت کسی بھی قسم کا خرچ عائد نہیں کرتی، یہاں تک کے شادی کے مراسم کے اخراجات کی ذمہ داریوں کے سلسلے میں بھی یہ سفارش ہے کہ یہ اخراجات دولہے والے متحمل ہوں۔

۳۔ دوسرے غیر اسلامی مراسم:

ایک کثیر تعداد میں غیر اسلامی رسومات، اسلامی ازدواج مراسم میں رواج پا گئے ہیں، جو کہ یا تو عاریتاً غیر مسلم معاشرے سے لئے گئے ہیں یا پھر ماضی بعید سے نسل در نسل نفوذ پیدا کر کے اب ان رسومات کا جزو بن گئے ہیں۔ ان شریعت کے خلاف مراسم کو انجام دینے سے اجتناب کرنا چاہیئے ہے اگرچہ یہ اجتناب کچھ لوگوں کی ناخوشنودی کا باعث بنے۔ مثال کے طور پر ناریل توڑنا، اسلامی شریعت میں نہیں آتا اور بطور کلّی تمام وہ مراسم اور افعال جن کے انجام دینے میں دین کی اہانت ہوئی ہو یا پھر اہمیت دین کو صدمہ پہنچتا ہو، انکی انجام دہی سے اجتناب اور پرہیز کرنا ضروری ہے۔

۴۔ حرام اور ممنوع اعمال:

بعض تشریفات اور مراسم مانند برگذاری بزم رقص اور موسیقی مطلقاً حرام ہیں۔ اسی طرح مستورات کا مخلوط اجتماع میں بدون حجاب شرکت کرنا بھی ایک فعل حرام ہے۔ ایسے حرام افعال کی انجام دہی گناہ اور معصیت، یعنی خداوند متعال کی کھلی نافرمانی ہے اور عذاب الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ نتیجتاً شادی کا اجتماع اور خاص طور پر عروس اور داماد خداوند متعال کی رحمتوں اور برکتوں سے محروم ہو سکتے ہیں۔

۵۔ پیشنہاد ازدواج

دین مبین اسلام اس بات کو ترجیح دیتا ہے کہ خواستگاری اور ازدواج کی پیشنہاد لڑکے والے خاندان کی جانب سے لڑکی کے والدین کو کی جائے۔ اسلام اسے ایک فطری عمل محسوب کرتا ہے کیونکہ کس میں لڑکی اور اسکے گھر والوں کا احترام اور وقار محفوظ اور برقرار رہتا ہے۔

۶۔ مہر

اسلامی شریعت کے مطابق ہونے والے شوہر سے دلہن کہ لئے مہر کا تقاضا کیا جاتا ہے۔ خداوند متعال قرآن شریف میں فرماتا ہے:-

اور عورتوں کو انکا مہر بطور تحفہ دو لیکن اگر وہ خود اپنی خوشی سے مہر کا کچھ حصہ معاف کر دیں تو پھر تم اسکو مصرف میں لے لو (انشاء اللہ) خیر پاؤ گے“

(سورۃ نسا ۴۰۴)

مہر کے سلسلے میں نکات زیر قابل غور ہیں:

۱۔ لازم ہے کہ مہر کی رقم خود ہونے والے زن و شوہر آپس میں توافق و تعین کریں۔

۲۔ مہر کے لئے شوہر بعد از دواج، اسکی ادائیگی تک اپنی بی بیوں کا

مرہون اورقرضدار ہے۔

۳۔ مہر بلا کسی قید وشرط کے دلہن کے لئے ایک تحفہ ہے اور کسی عنوان سے بھی اسکی قیمت محسوب نہیں کیا جاسکتا ہے کیونکہ دلہن کوئی بکاؤ چیز نہیں ہے۔

۴۔ مہر نقد رقم ہوسکتی ہے یا پھر کوئی غیر مادی چیز (جیسے تعلیم وتربیتی کورس وغیرہ)۔ مہر کی ادائیگی یا تو شادی سے پہلے بطور کامل ہوجانی چاہیئے یا پھر باہمی توافق ومعادہ کے مطابق شادی کے بعد، بیوی کے تقاضا کرنے پر موٴجلّ (یعنی فوری طور پر) یا مُؤجّل وعند الطلب یعنی تقاضہ مہر کرنے پر (یعنی سرانجام) طور پر کی جاسکتی ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ مہر کی ادائیگی نکاح کے پہلے یا نکاح کے وقت پوری کردی جائے۔

(میرتج اینڈ سول ان اسلام، سید محمد رضوی)

۷۔ شرعی رسم نکاح یا صیغۂ عقد نکاح

اسلامی شریعت کے مطابق، دلہن اور دولہا بطور مستقیم رشتہ ازدواج میں منسلک ہوسکتے ہیں۔ اسکے لئے دلہن عربی زبان میں یہ عبارت پڑھتی

ہے۔"اَنْکَحْتَ نفسک علی المھر المعلوم"، یعنی میں معلوم شدہ مہر پر اپنے آپکو آپکی زوجیت میں دیتی ہوں۔" متقابلاً دولہا کہتا ہے۔" قَبِلْتُ نکاحہ"، یعنی" میں یہ نکاح قبول کرتا ہوں۔"

ان دو جملوں کو (جنکو جمعاً صیغہ عقد نکاح کا نام دیا جاتا ہے) کی ادائیگی کے ہوتے ہی دلہن اور دولہا شرعی طور پر آپس میں زن وشوہر ہوجاتے ہیں۔

اگر ازدواج کرنے والے طرفین عربی زبان میں ضیغہ عقد نکاح پڑھ نہیں سکتے تو ہر دو مشترک یا پھر الگ الگ فرد (عالم یا مولانا یا افراد جو کہ دقیق اور صحیح طور پر نکاح کے طریقے اور زبانی عربی سے کاملاً واقف ہوں) یا مولوی کو اپنا وکیل مقرر کرتے ہیں اور انکو صیغہ عقد جاری کرنے کا اختیار دے دیتے ہیں دلہن کا وکیل خود دلہن سے ضیغہ عقد جاری کرنے کا اختیار حاصل کرے گا اور پھر دولہے کا وکیل دولہے سے ظاہر ہے ضیغہ عقد کی عبارت کے دونوں حصوں میں تھوڑی بہت تبدیلی واقع ہوگی۔ کیونکہ صیغہ عقد جاری کرنے والی اپنے لئے نہیں دو دوسرے فریقین کے لئے جاری کرینگے۔ پہلے دلہن کا وکیل کہے گا:" انکحة موکلتی موکلک علی المھر

المعلوم'' یعنی میں قبلاً توافق شدہ مہر پر اپنی موکلہ عورت کو کہ جس نے مجھے
اپنا وکیل منصوب کرتے ہوئے صیغہ عقد جاری کرنے کا اختیار مجھے دیا ہے)
تمہاری موکل مرد سے (کہ جس نے تمہیں اسی مقصد کے لئے اپنا وکیل
منصوب کیا ہے) کی زوجیت میں دیتا ہوں ۔ متقابلاً جواب میں دولہے کا
وکیل اپنے حصے کا صیغہ عقد نکاح اس طرح جاری کرے گا: ''**قبلہ نکاحہ
لموکلی علی المهر المعلوم**'' یعنی '' میں اپنے موکل کی طرف سے
اس توافق شدہ مہر پر یہ نکاح قبول کرتا ہوں ۔''

مستحب ہے کہ صیغہ عقد جاری کرنے سے پہلے ایک مختصر سی مجلس یا
خطبہ پڑھا جائے جس میں بعد از حمد ثنائی حق باری تعالیٰ، اس ذات اقدس
کی اس حکمت ودانائی کی تعریف ہو کہ جس میں اس نے بقائے نسل کے عمل کو
منظّم کیا اور اسے قانونی صورت دی۔ پھر اسکے بعد بقائے نسل سے متعلق
کچھ حدیثیں مختصر طور پر بیان کیا جائے اور آخر میں ذکر اہل بیت علیہ السلام
ہو اور پھر عروس و داماد اور انکی آنے والی نسل کے لئے اور حاضرین کے لئے
دعا کے ساتھ مجلس کو تمام کیا جائے۔

۸۔ اوقات وروز مناسب برائے نکاح خوانی

گو کہ بنیادی طور پر رسم نکاح خوانی کو کسی بھی روز وقت میں انجام
دیا جاسکتا ہے لیکن کچھ خاص ایام ایسے ہیں کہ جن میں نکاح خوانی کے مراسم
کی برگذاری کو بر بنائی احادیث یا تہذیب وفرہنگ یا پھر تاریخی بنا پر سفارش
نہیں کیا گیا۔ ان ایاّم کو برحسب ذیل تین قسموں میں قسمت بندی کی گئی ہے۔

الف۔ ہماری مذہبی کتابوں میں کچھ احادیث ایسی موجود ہیں جن کی بنا پر
ان دنوں میں جبکہ ماہ درعقرب ہو یا قمری ماہ کی آخری دو یا تین
تاریخیں ہوں تو نکاح خوانی کی رسم کو انجام دینا مکروہ جانا گیا ہے۔

ب۔ قمری سال کے بعض ایاّم اسلامی تاریخ کے اہم اَلمِیَہ واقعوں سے
وابستہ ہیں، جن میں قابل ذکر روز عاشورہ (دسویں محرم)
اٹھائسویں صفر (روز رحلت حضرت رسول مقبولؐ وامام حسنؑ) وغیرہ
یہ ایاّم چونکہ غم اور عزا کے ساتھ وابستہ ہے اسلئے مذہبی اور اجتماعی
لحاظ سے ان دنوں میں شادی یا کوئی بھی خوشی کی رسم کو انجام نہ دینے
کی سفارش کی گئی ہے۔ (میرتیج اینڈ مورل ان اسلام، سید محمد رضوی)

ج۔ شیعہ اثناعشری یعنی (دوازدہ امامی شیعہ) اہل بیت رسولؐ کو ماننے
والے مسلمان قمری سال کی محرم سے آٹھویں ربیع الاوّل تک جس

دن ہمارے گیارویں امام، امام جناب حسن عسکریؑ کی شہادت واقع ہوئی، سوگ اور ماتم کا زمانہ مانتے ہیں ان دنوں میں کسی بھی قسم کی خوشی کی تقریب یا شادی کا پروگرام نہیں کرتے ہیں۔ البتہ ضرورت کے تحت کبھی بھی رسم نکاح کو سادگی کے ساتھ منعقد کیا جا سکتا ہے۔

۹۔ پہلے دلہن اور اسکے والد کی رضایت و اجازت

صیغہ عقد نکاح جاری کرنے سے پہلے دلہن کی مرضی کو بطور مستقیم خود اسی سے یا پھر اسکے تعین شدہ وکیل سے حاصل کرنا ضروری ہے۔ اور اگر لڑکی کنواری یا پھر اپنے والد کے تحت تکفل ہو تو پھر اسکے والد یا دادا کی اجازت بھی لازم ہو جاتی ہے۔ البتہ اگر یہ اجازت دینے میں غیر مناسب طور پر اجتناب کیا جا رہا ہو تو بعض شرائط میں لڑکی کے والد یا دادا کی اجازت نہ دینے کو نادیدہ لیا جا سکتا ہے۔

البتہ، ایک خود کفیل عورت جو کہ باکرہ نہیں ہے، اسے پھر سے شادی کرنے کے لئے ایسی کوئی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔

۱۰۔ دعوت ولیمہ

نکاح خوانی کے مراسم انجام پا جانے کے دو یا تین دن بعد، رسم ہے کہ دولہے کی طرف سے رشتہداروں، ہمسایوں اور دوستوں کو کھانے کی دعوت دیتے ہیں، جسے دعوت ولیمہ کہتے ہیں البتہ، فضول خرچی اور اصراف کرنے کی صلاح نہیں دی جاتی، کیونکہ وہی رقم تازہ شادی شدہ زوج اپنی نئی مشترک زندگی کی آسائش کے لئے مؤثر طور پر استعمال کر سکتے ہیں۔

شب زفاف

اس بات کی تاکید کے ساتھ سفارش کی گئی ہے کہ رسم نکاح خوانی ہنگام شب واقع پذیر ہو۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ: ''عروس کو شب ہنگام اسکے نئے گھر میں لے جاؤ'' (وسائل الشیعہ)

اور جب عروس اپنے حجلہ عروسی میں داخل ہورہی ہو تو دولہے کو چاہیئے ہے کہ وہ عروس کے جوتوں کو اتارے اور اسکے قدموں کو ایک کھلے ظرف میں دھوکر۔ اس پانی کو گھر کی درودیوار پر خیروبرکت کے لئے چھڑکے۔ بعدازایں وہ باوضو ہوکر دورکعت سنت نماز حاجت، بجالائے اور پھر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ اِلْفَهَا وَ وُدَّهَا وَ رِضَاهَابِیْ وَ اَرْضِنِیْ بِهَا وَ اَجْمَعْ بَیْنَنَا بَاَحْسَنِ اِجْتِمَا عٍ وَ اَنَسِ اِیْتِلَافٍ فَاِنَّكَ تُحِبُّ الْحَلَالَ وَ تُكْرِهُ الْحَرَامَ۔

اے اللہ اس (عروس) کے دل میں میری محبت والفت پیدا کردے مجھے اسکے عاطفہ سے نواز اور دل سے وہ مجھے اپنا شریک زندگی قبول کرے اور

مجھے بھی اس سے خوشنود رکھ اور ہمیں اس الفت و عاطفہ کے ساتھ ایک دوسرے کے قریب کر اور ہمارے درمیان بہترین اتحاد یگانگی اور مطلق سازگاری کو وجود میں لے آ، یقیناً تو حلال چیزوں کو دوست رکھتا ہے اور حرام کو ناپسند کرتا ہے۔

پھر دولہے کو چاہیئے ہے کہ وہ اپنی عروس سے کہے کے باوضو ہوکر دو رکعت سنّت نماز بجالائے اور جب وہ سونے کے لئے آمادہ ہوں تو دولہے کو چاہیئے کہ قبلہ رو ہوکر اپنا سیدھا ہاتھ عروس کی پیشانی پر رکھے اور یہ دعا پڑھے:-

اَللّٰهُمَّ بِاَمَانَتِكَ اَخَذْتُهَا وَ بِكَلِمَاتِكَ اسْتَحْلَلْتُهَا فَاِنْ قَضَیْتَ لِیْ مِنْهَا وَلَداً فَاجْعَلْهُ مُبَارَكاً تَقِیًّا مِّنْ شِیْعَةِ آلِ مُحَمَّدٍ وَّ لَا تَجْعَلْ لِلشَّیْطَانِ فِیْهِ شِرْكاً وَّلَا نَصِیْباً۔

اے اللہ میں نے تجھ پر توکّل کر کے اسے اپنایا ہے اور تیرے کلمات کے وسیلہ سے اسے اپنے اوپر حلال کیا۔ پس اگر اس سے میرے نصیب میں کوئی اولاد ہے تو انہیں میرے لئے مبارک، متقی اور شیعۂ آل محمدؐ بنا اور میری اولاد میں نہ تو شیطان کو کوئی شرکت ہو اور نہ ہی نصیب۔

کیا یہ ضروری ہے کہ شب زفاف میں ہی جنسی تعلق برقرار کیا جائے یا اسے بعد کے لئے ملتوی بھی کیا جاسکتا ہے؟ جہاں تک شریعت اسلامی سے مربوط ہے نہ تو یہ اجباری ہے اور نہ ہی اس سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تازہ شادی شدہ زوجین کے مابین ایک خصوصی ذاتی فیصلہ ہے جسکا کسی اور سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔

روابطہ جنسی کے روز اوقات

روابطہ جنسی کے امتناع کے ایاّم

اسلام نے عورت کے حیض کے دوران اس سے جنسی مباشرت کرنے سے منع کیا ہے: قرآن مجید میں خداوند عالم کا فرمان ہے۔

وہ لوگ تم سے دوران حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ کہدو ”دوران حیض (عورتوں کے لئے) ایک اسباب زحمت ہے۔ حیض کے دوران ان لوگوں سے مقاربت برقرار نہ کرو اور نہ ہی (جنسی طور پر) ان سے رجوع کرو جب تک کے جریان خون منقطع نہ ہوجائے۔ اور جب وہ اپنے آپ کو پاک کرلیں۔ تو پھر اللہ کے فرمان کے مطابق انکی طرف رجوع کرو“

(سورۃ بقرہ ۲۲۲:۳)

شریعت کے قوانین کے مطابق دوران حیض ۳ دن سے ۱۰ دنوں کا ہوتا ہے۔ ۳ دن سے کم کی خونریزی دوران حیض میں شمار نہیں ہوتی اور اگر خونریزی ۱۰ دنوں سے زیادہ طولانی ہوجائے تو پچھلے عادی دوران کے تعداد

کے برابر کے دن حیض میں شمار ہونگے اور بعد کے دن استحاضہ کے جس کے دوران مباشرت کی جاسکتی ہے۔

حیض کے دوران کی مدت میں فقط مجامعت منع ہے لیکن (بطن فرج اور مقعد کے علاوہ) دوسرے نزدیکی تعلقات برقرار کئے جاسکتے ہیں۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ عورت کے ناف اور زانوں کے درمیانی حصہ سے نہ کھیلا جائے۔

اگر (شوہر) مجامعت کے دوران متوجہ ہوجائے کہ دوران حیض آغاز ہوگیا ہے تو اسے اپنے آپ کو فوراً الگ کرلینا چاہیئے ہے۔

بالا مذکورہ آیت کے مطابق واضح ہے کہ جیسے ہی خون کا آنا رک جائے، خواہ عورت نے غسل حیض انجام دیا ہو یا نہ دیا ہو، اسکے ساتھ مباشرت برقرار کی جاسکتی ہے۔ لیکن مجتہدوں کا یہ کہنا ہے کہ عورت کے غسل حیض کے انجام دینے تک یا کم از کم اپنی شرمگاہ کو دھونے تک بہتر ہے کہ مجامعت سے پرہیز کیا جائے اسی طرح اولاد کی ولادت کے بعد (حداکثر) ۱۰ دن تک جو عورت کو جو خونریزی ہوتی ہے اور جسے خون نفاس کہتے ہیں اس کے دوران، ماہ رمضان کے ایام میں دن کے وقت اور حج کے دوران حالت احرام میں ہمبستری

کے عمل کو انجام دینا منع ہے اور باقی کے سب اوقات میں ہمبستری جائز ہے۔

وہ اوقات جن میں مجامعت مکروہ ہے۔

۱۔ فرطی جہائی آفات، مانند سورج یا چاند گہن یا زلزلہ کے دوران

۲۔ غروب آفتاب سے مغرب تک

۳۔ صبح صادق سے طلوع آفتاب تک

۴۔ ہر قمری ماہ کے آخری ۳ راتوں

۵۔ ہر قمری ماہ کی ۱۰ ویں دن کی شام میں

۷۔ جنب ہونے کے بعد

وہ اوقات جن میں ہمبستری کرنے کی سفارش کی گئی ہے۔

۱۔ اتوار کی شب

۲۔ پیر کی شب

۳۔ بدھ کی شب

۴۔ جمعرات کی دوپہر

۵۔ جمعرات کی شب

٦۔ روز جمعہ کی شام

٧۔ جب کبھی عورت کی خواہش ہو۔

کب ہمبستری واجب ہے؟

چار ماہ میں کم ازکم ایک بار مرد پر واجب ہے کہ اپنی زوجہ کے ساتھ ہمبستری کرے۔ یہ زوجہ کا ازدواجی حق مانا جاتا ہے اور یہ اجبار اپنی جگہ برقرار اور قائم رہے گا جب تک کے ہمبستری انجام نہ دینے کے لئے شوہر کے پاس کوئی جائز وجہ ہو یا پھر خود عورت اس بات کی اجازت دے دے۔

فن تحرک جنسی

ہمبستری اوراس سے ماقبل جنسی تحرک اور بیداری کرنے کے لئے کوئی خاص اصول اور قوانین نہیں ہیں۔مگر وہ اصول وقوانین جو دو محبت کرنے والے آپسی اور اکثر ناگفتہ تفاہم کے ذریعہ سے اپنے درمیان طے کر لیتے ہیں۔وہ عمل جو دونوں زن اور شوہر کی خوشی اور تسکین کا باعث ہو وہی صحیح اور مناسب ہے اور ہر وہ عمل جو دونوں کی ناخوشی کا باعث ہو وہ نامطلوب اور نادرست ہے۔اس کلّی اصل کی تنہا محدودیت یہ ہے کے زن وشوہر کی کوئی جنسی خواہش کسی بھی شرعی اصل کے خلاف واقع نہ ہونی چاہیئے ہے۔

۱۔عشق ورزی کی قوی سفارش

دین مبین اسلام عشق ورزی یعنی شوہر کی طرف سے زوجہ کو ہمبستری سے پہلے گرمانے اور جنسی طور پر بیدار کرنے کی قویاً تاکید کرتا ہے۔امام علیؑ فرماتے ہیں:''جب تم اپنی زوجہ سے ہمبستری کی خواہش اور ارادہ کرو تو یورش اور شتاب کو عمل میں نہ لاؤ کیونکہ عورت بھی کچھ تقاضے رکھتی ہے۔جنکو پورا کرنا شوہر کے لئے ضروری ہے۔

(۳۸)

وہ عمل ہمبستری جو عشق ورزی کے بغیر انجام دیا جائے زوجہ پر ظلم کرنے کے برابر ہے۔ رسول اکرمؐ نے فرمایا:-

تین لوگ ظالم ہیں۔......وہ شخص جو بنا عشق ورزی کے اپنی زوجہ سے ہمبستری کرے۔''

(۳۹)

ایک اور حدیث میں بنا عشق ورزی کے ہمبستری کو ایک حیوانی عمل قرار دیا ہے:-

جب تم سے کوئی بھی اپنی زوجہ سے ہمبستری کرے تو پرندوں کیطرح اسکے پاس نہ جائے۔ بلکہ اسے چاہئیے ہے کہ وہ ایک صبور اور تاخیری انداز کو اپنائے۔

(۴۰)

جنسی عشق ورزی میں زوجہ کے رول کے سلسلے میں ہمارے آئمہؑ نے ایسی زوجہ کی تعریف کی ہے جو خلوت میں اپنے شوہر کے ساتھ شرم وحیا کو بکلّی مرخص کردے۔

امام محمد باقرؑ نے فرمایا:-

تم میں سے بہترین عورت وہ ہے جو اپنے آپ کو شوہر کے لئے بے لباس کرتے وقت شرم وحیا کے زیور اور سلاح کو بکلّی مرخص کردے اور پھر لباس پوشی کے وقت دوبارہ شرم وحیا کا زیور پہن لے۔ بہر حال لوگوں کی موجودگی میں حیا اور عفت ایک مسلمان عورت کے لئے نشان عیار ہیں۔

یہ گفتار واضح طور پر ظاہر کرتے ہیں کہ باہمی جنسی تحریک اور عشق ورزی کرتے وقت زن وشوہر کو چاہئیے ہے کہ وہ اپنے آپ کو کاملاً اور مطلقاً آزاد محسوس کریں۔ اسلامی نقطہ نظر سے اس بات میں کوئی قباحت اور نادرستکاری نہیں ہے کہ آغاز سے انجام تک ہمبستری کے عمل میں زوجہ فعال اور متحرک رول ادا کرے۔ اسلامی شریعت کے مطابق تمام مجتہدین یک زبان اور متفق ہیں کہ عشق ورزی قبل از ہمبستری ایک مستحب عمل ہے۔ اس طرح اس بات کی بھی سفارش ہے کہ شوہر ہمبستری کرتے وقت عجولانہ انداز کو نہ اپنائے۔ ایک زن وشوہر کے درمیان باہمی خوشنودی اور تسکین خط ہدایت کا رول انجام دیتے ہیں۔

۲۔عشق ورزی کافن

جہاں تک عشق ورزی اور آپسی تحریک کے طریقوں سے مربوط ہے، شریعت اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ زن وشوہر ایک دوسرے کے بدن کے کسی بھی حصّے کو دیکھ سکتے ہیں۔ مَس کر سکتے ہیں بوسے لے سکتے ہیں اور تحریک کر سکتے ہیں۔ اسلئے ذھنی تحریک جنسی (کہ جس میں ایک زوج اپنے ذھن کے ذریعہ سے دوسرے زوج کے آعضاء تناسل اور جنسی اعضاء کو تحرک میں لاتا ہے) کے عمل کی بھی اجازت ہے۔

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے ایک موقع پر پوچھا گیا۔ ''کیا ایک شخص اپنی زوجہ کے فرج باطن کا بھی بوسہ لے سکتا ہے'' تو امامؑ نے جواب دیا: کوئی مانع نہیں ہے''

(۴۳)

تنہا محدودیت یہ ہے کہ کسی بھی خارجی شئہ کا استعمال نہیں ہونا چاہیئے ہے۔ خارجی اشیاء کے استعمال کی ممانعت جواز کا مبنا حدیثِ زیر ہے: عبیداللہ ابن زرارہ کہتے ہیں کہ انکی جوار میں ایک سن رسیدہ شخص رہتا تھا کہ جسکے پاس ایک جوان کنیز تھی سن رسیدہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنی جوان کنیز کو

پوری طرح جنسی تسکین نہیں دے سکتا تھا، اسلئے وہ اس سے درخواست کرتی تھی کہ وہ اپنی انگلیوں کو اسکی باطن فرج میں داخل کرے کیونکہ اس طرح اسے اچھا لگتا تھا۔ باوجود اسکے کہ اسے یہ عمل پسند نہ تھا پھر بھی وہ ضعیف آدمی کنیز کی درخواست کے مطابق عمل کر لیتا تھا۔ تو اس نے عبیداللہ ابن زرارہ سے درخواست کی کہ وہ امام علی رضاؑ سے اس فعل کے بارے میں پوچھ کے بتائے۔ اور جب عبیداللہ نے امامؑ سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا:

جب تک کے وہ اپنے ہی بدن کے کسی بھی حصے کو اس کام کے لئے استعمال کرے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن اسے چاہیئے کہ وہ کسی بھی خارجی شئہ کا استعمال اس کنیز پر نہ کرے۔

(۴۴)

گو استمناً (یعنی اپنے آلت جنسی کی طغیان شہوت (climax) ہونے تک خود تحریک) کے عمل کی اسلام اجازت نہیں دیتا، لیکن ایک شادی شدہ فرد کے لئے کوئی مانع نہیں ہے اگر اسکی زوجہ اسکے آلت تناسل کو طغیان شہوت تک متحرک کرے کیونکہ یہ خود تحریک نہیں ہے بلکہ تحریک بوسیلہ شریک مجاز ہے۔ اسلئے اسکی اجازت ہے۔

۳۔ ہمبستری کی مختلف وضیعتیں

کیا کوئی ایسی ہمبستری کا طریقہ ہے جس کو اسلام نے ممنوع قرار دیا ہے؟ نہیں۔ جہاں تک کے بنیادی مقاربتی وضیعتوں کا سوال ہے کسی بھی قسم کی ممانعت نہیں ہے۔ البتہ ایک بنیادی مقاربتی وضیعت سے مراد مقاربت اور ہمبستری کی عام اور معروف وضیعتوں میں سے ایک وضیعت ہے۔ مثال کے طور پر: مرد اوپر اور زن و مرد روبرو، زوجہ اوپر اور روبرو، دونوں پہلو بہ پہلو اور روبرو، عقب سے دخول کی وضیعت کہ جس میں شوہر عقب سے اپنے آلت تناسل کو باطن فرج میں داخل کرتا ہے۔ درحقیقت شریعت نے یہ بات زوجہ اور شوہر پر واگذار کی ہے (یعنی چھوڑ رکھی ہے) کہ وہ دونوں خود اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق اکتشاف اور تجربہ کریں۔

البتہ، وضیعت ایستادہ (یعنی کھڑے کھڑے نزدیکی کرنا) یا پھر دوران مقاربت قبلہ رو یا پست بہ قبلہ ہونے کو مکروہ عمل محسوب کیا ہے۔ مقتضی اور لازم ہے کہ مقد بازی (aerobaties) سے وابستہ وضیعتیں جو کہ شرق و غرق کے بعض ماہر جنسیات (sexologist) پیشنہاد کرتے ہیں ان سے اجتناب کیا جائے کیونکہ ایسی وضیعتوں میں (خاص کر کے زوجہ کو) جسمانی صدمات

متحمل ہونے کا امکان ہے۔ یاد رہے کہ مقاربتی وضیعتوں کے سلسلے میں بھی وہی بنیادی اصول اور خطِ ہدایت رہے گا کہ آپسی لذت اور سازگاری ہو اگر ایک شریک، ایک خاص وضیعت کو ناپسند کرے تو دوسرے شریک کو اسکی خواہش کا احترام کرتے ہوئے خود کو تسلیم کر دینا چاہیئے ہے۔

اس بات کی اکیداً تاکید کی جاتی ہے کہ ہمبستری کے آغاز میں بسم اللہ الرَّحمٰن الرّحیم (اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور بڑا رحیم ہے) کی قرائت کریں۔

۴۔ مقاربت مقعدی

مقعدی مقاربت (یعنی مرد کا اپنے اُعضا تناسل کو زوجہ کے مقعد یا دُبُر میں داخل کرنے کا عمل) کے مجاز ہونے کے سلسلے میں مجتہدین کی آرا آپس میں متفاوت ہیں شیعہ مجتہدین کی اکثریت نے دو نتیجہ اخذ کئے ہیں۔

(۱) مقعدی مقاربت حرام نہیں ہے لیکن درصورتیکہ زوجہ کی موافقت ہمراہ ہو تو با کراہت شدید یہ عمل انجام دیا جا سکتا ہے۔

(۲) اگر زوجہ اس عمل کے لئے راضی نہ ہو تو بطور احتیاط واجب ہے کہ یہ عمل کرنے سے گریز کیا جائے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ

آیت اللہ خوئی نے اپنی زندگی کے آخری دس سالوں میں اکثریتی عقیدہ سے الگ ہٹ کر یہ حکم صادر کیا کہ زوجہ کی رضایت شامل حال ہو یا نہ ہو بطور احتیاط واجب ہے کہ اس عمل کو انجام دینے سے پرہیز کیا جائے۔

(الخوئی منہاج الصّالحین جلد ا (بیروت، باب ۳۳) صفحہ ۶۴)

مولانا سید محمد رضوی فرماتے ہیں۔'' میں مقعدی مقاربت کے خلاف قویاً نصیحت کرونگا'' اور اس بارے میں امام جعفر صادقؑ اور امام موسیٰ رضاؑ کے اقوال نقل کرتے ہیں:

''عورت تمہاری لذت یابی کا وسیلہ ہے اسلئے اسے آسیب مت پہنچاؤ''

(۴۶)

۵۔مہداست

مقاربت کے بعد دونوں شریک اپنے اپنے آلت تناسل کو صاف پارچہ سے تمیز کریں۔سفارش کی جاتی ہے کہ ایک مشترک پارچہ اس مقصد کے لئے استعمال نہ کیا جائے۔

۶۔آداب مباشرت

ہمارے پیغمبر اکرمؐ اور آئمہ طاہرینؑ نے تاکیداً فرمایا ہے کہ جب تم مباشرت کا ارادہ کرو تو اس بات کا یقین پیدا کرلو کہ کوئی بھی شخص خواہ وہ طفل ہی کیوں نہ ہو تمہیں اس حالت میں دیکھ یا سن سکتا ہو۔ابو بسیر حضرت امام جعفر صادقؑ سے نقل کرتے ہیں۔'' ہوشیار رہو کہ اپنی زوجہ سے مباشرت نہ کرو جبکہ کوئی طفل تمہیں دیکھ سکتا ہو۔ رسول اکرمؐ اس وضیعت کو بہت ہی شدت سے ناپسند کیا کرتے تھے،تو روحی اور نفساتی نکتہ نظر سے یہ اس طفل کے لئے تلاطم اور پرراز ہیجانی سانحہ بن سکتا ہے اور جو کہ ہوسکتا ہے اس کی بالغ زندگی میں ایک دائمی مسئلہ بن کر ابھرے۔

۷۔آداب خلوت

دین مبین اسلام نے بالغ افراد کے لئے فطری لیکن محبوب اعمال انجام دینے کے سلسلے میں واضح خطوط راہنما تعین کئے ہیں جنہیں آداب خلوت کہا جاسکتا ہے۔قرآن مجید کے مطابق ایک خانوادہ کے لئے آداب خلوت حسب ذیل ہیں۔

(الف) شب و روز میں شب، صبح زود اور دوپہر کے اوقات، اوقات خلوت قرار دیئے گئے ہیں۔

(ب) نابالغ اطفال کوتربیت دینی چاہیئے ہے کہ وہ خلوت کے اوقات میں اپنے والدین اور گو کے دوسرے بالغ افراد کے کمرے میں بنا اجازت کے داخل نہ ہوں۔

(ج) دوسرے اوقات میں اطفال اپنے والدین کے اطاق خواب میں آزادانہ طور پر بنا اجازت طلب کئے رفت و آمد کرسکتے ہیں۔نظر بگذشتہ مرقوم شدہ مطالب، نتیجتاً والدین کو چاہیئے ہے کہ ان اوقات میں شایستہ لباس اور حالت میں رہیں۔

(ہ) جہاں تک کے بالغ اولاد اور گھر کے دیگر بالغ افراد سے متعلق ہے، قرآن مجید کی انکے لئے واضح ہدایت ہے کہ وہ اپنے والدین کے اور دیگر بالغ افراد کے اطاق خواب میں شب و روز کے تمام اوقات میں فقط اجازت پانے کے بعد ہی داخل ہوں۔

حاملگی کے لئے دعا

امام جعفر صادقؑ نے اولاد پانے کے لئے ہمیں یہ دعا سکھائی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اَللّٰهُمَّ لا تزرنی فرداً و انت خيرالوارثين وحيداً وحشياً فيققصُرُ عن تَفَكُّرِیْ بَلْ هَبْ لِیْ عَافِيَهِ صِدْقٍ ذُكُراً وَّ اُنَاثاً اٰنس بِهِمْ مِنَ الوَحْشَةِ وَ اَسْكُنْ اَلَيْهِمْ مِنَ الوَحْدَةِ وَ اَشْكُرْكَ عِنْدَ تَمَامِ نِعْمَةٍ يَا وَهَّابُ يَا عَظِيْمُ يَا معظم ثُمَّ اعطى فى كل عاقبةٍ شُكراً حتىَّ تَبْ لُغَنِیْ مِنْهَا رَضَوَانُكَ فِیْ صِدْقِ الْحَدِيْثِ وَ اَدَاءِ آلامانَةِ وَ وَفاءٍ بِالْعَهْدِ.

یااللہ! تو مجھے اکیلا مت رکھ اور تو وارثین میں سب سے بہتر ہے۔ میں تنہا ہوں اور تنہائی کی وجہ سے وحشت زدہ ہوں۔ اور اسی پریشانی نے میرے شکرگذاری کے عمل میں کمی پیدا کردی ہے پس تو مجھے حقیقی عفو و بخشش عطا فرما اور مجھے اولاد نرینہ اور مادنیہ دے تاکہ میں انکی مصاحبت

کے ذریعہ میں اپنی تنہائی کی وحشت کا مداوا کروں اور میری تنہائی بھی ختم
ہوجائے اور پھر ترے اس فضل کے تکمیل پر میں ترا شکر بجالاؤں۔
اے وہّاب (بخشندہ ترین بخشندہ) اے عظیم اور اے معظم، بعد اس
(اولاد کی نعمت) کے مجھے تو توفیق عطا کر کہ میں تیری ہر مہربانی کے لئے
ترا شکر بجالاؤں یہاں تک کے میں تیری شکر گذاری کے ذریعہ اور اپنی
حق بیانی، ادائے امانت اور وفائے عہد کے وسیلہ سے ترے رحم و کرم
کے سزاوار ہوجاؤں۔(۴۷)

ضد حاملگی اور اسقاط حمل

شیعی فقہ کے مطابق صحت اور اقتصادی وجوہات کی بنا پر خانوادہ کی
جمعیت اور اولادوں کے درمیان زمانی فاصلوں کی تنظیم کرنے کے لئے
خصوصی میزان کے طور پر عمل تنظیم خانوادہ یعنی فیملی پلاننگ کو اپنایا جا سکتا
ہے۔ نہ تو کوئی قرآنی آیت شریفہ اور نہ ہی کوئی حدیث نظارت پر ولادت
(برتھ کنٹرول) کے خلاف موجود ہے اور نہ ہی صاحب اولاد ہونا ایک عمل
واجب ہے۔

ضد حاملگی کی روشیں

آیئے ہم ضد حاملگی کی ان روشوں کا معائنہ کریں جو سب سے
زیادہ عمومی اور رواج یافتہ ہیں اور یہ معلوم کریں کہ آیا اسلامی شریعت کے
نقطہ نظر سے یہ روشیں جائز ہیں یا نہیں۔

قارئین کو صلاح دی جاتی ہے کہ ان روشوں کے مؤثر اور قابل
اعتبار ہونے کے بارے میں اور ان کے فرعی اثرات کے بارے میں آ گہی
پیدا کرنے کے لئے طبی رائے حاصل کریں۔ علاوہ برایں ہر فرد پر یہ لازم

ہے کہ وہ ضد حاملگی اور اسقاط حمل کے سلسلے میں یہ معلوم کرے کہ اسکے مقلد (یعنی وہ مقام مرجع جن کی وہ فرد تقلید میں ہے) کی نظر میں ایسی کوئی اضافی شرائط ہیں کہ جنکو مدنظر رکھنے کے لئے انکی طرف سے کہا گیا ہو۔

۱۔ضد حاملگی کی شفاہی روش

نظارت بر ولادت کی گولیاں تخمدان میں تخم کی پیدائش کو روک کر ضد حاملگی کا باعث نہیں ہیں کیونکہ ایسی تمام انواع واقسام کی گولیاں تخم کی پیدائش کے مانع ہوتیں ہیں۔اسلئے انکو استعمال کرنے میں بطور مطلق کسی قسم کا مضائقہ نہیں ہے۔ البتہ ہر عورت کو ان گولیوں کے فرعی طبی اثرات کی مزید اطلاع پانے کے لئے اپنے طبیب سے مشورہ کرنا ضروری ہے۔

مارنینگ-آفٹر اور RU486 کے نام سے موسوم گولیوں کو مقاربت کے فوراً بعد لیا جاتا ہے،لیکن حاملگی کے احساس یا علم ہوجانے پر نہیں لیا جاتا۔

۲۔ڈپوپُروِیرا (Depo-Provera)

ڈپو پریرا ٹھیک گولیوں کی طرع مؤثر ہے لیکن کھانے کی بجائے

اسے دو ۳ ماہ میں ایک بار تزریق کرتے ہیں۔ یہ اور اس طرح کی دوسری ضد-حاملگی کی تزریقی روشیں جائز ہیں۔

۳۔داخل رحم آلات Intra urine Devices

IUD آلات مختلف شکل وصورت کے پلاسٹکی یا فلزی آلات ہیں جنکو کہ داخل رحم میں نصب کر دیا جاتا ہے اور جو نطفہ کو نصب ہونے نہیں دیتے۔ اور چونکہ بر بنائے شریعت نطفہ کے ٹھہر جانے کے بعد ہی حاملگی کا آغاز ہوتا ہے اسلئے داخل رحم آلات کو ضد حاملگی کے لئے استعمال کرنے میں کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے۔

۴۔حصاری آلات

حصاری آلات منی کو رحم میں داخل ہونے سے روکتے ہیں۔اسکے لئے یا تو مرد کے آلت تناسل پر کنڈوم (Condom) غلاف کے طور پر چڑھا دیتے ہیں یا پھر رحم کے دھانے پر جدار یا ٹوپی چڑھاتے ہیں یا پھر اسفنج بھر دیتے ہیں۔ نطفہ کُش اشیاء استعمال کو بھی حصاری آلت مانا جاتا ہے۔ اشیاء نطفہ کو رحم میں تخم تک پہنچنے سے پہلے مار دیتے ہیں ان آلات کے

استعمال کرنے میں مطلقاً کسی قسم کی ممانعت نہیں ہے۔

۵۔ زمانہ تخمگذاری میں مباشرت سے پرہیز

تین بنیادی روشوں کے ذریعہ تخم گزاری کے زمانے کی پیش بینی کی جاتی ہے۔ یہ زمانہ تقریباً ۶ دن کا ہوتا ہے اور اس میں عورت کے حاملہ ہونے کا قوی احتمال ہوتا ہے۔ اس لئے ضد حاملگی کے لئے اس زمانے میں مباشرت سے پرہیز کرنا چاہیئے ہے۔ ایک عورت کے حیض کی ماھواری دور میں جتنا اس ۶ دن کے تخمگذاری کے زمانے کے دور میں اسکے ساتھ مباشرت ہوگی اتنا ہی حاملہ ہونے کا امکان کم ہوگا لیکن حاملگی ناممکن بھی نہیں ہوگی۔ اسلئے یہ حاملگی کی روش صد درصد مطمئن روش نہیں ہے۔

بحرحال تخمگذاری کے زمانے کی پیش بینی کی تین روشیں برحسب ذیل ہیں۔

الف۔ روش تخمی

ایک عورت کے تخمدان سے عام دنوں میں جبکہ وہ حیض سے نہ ہو ہمیشہ کم مقدار میں کا مخاطی مادہ نکلتا رہتا ہے۔ تخمگذاری کے زمانے میں اس مخاطی مادہ کے اجزاء میں تغیر پیدا ہوتا ہے اور اس تغیر کے مشاہدہ سے عورت

اپنے تخمگذاری کے زمانے کو پہچان سکتی ہے۔

ب۔ روش دورانی

یہ روش پہلی روش کے مانند ہے لیکن اس روش میں تخمگذاری کے زمانہ کو معلوم کرنے کے لئے سال بھر کی مدت کے لئے ماہواری خونریزی کے دوران کا مشاہدہ کیا جاتا ہے۔

ج۔ روش شاہدہ درجہ حرارت روزانہ

اس روش میں تخمگذاری کے زمان کی تعین کے لئے ماہانہ حیض کے زمان کا ریکارڈ رکھنے کے علاوہ، عورت اپنے بدن کا درجہ حرارت روزآنہ یادداشت کرتی ہے۔ تخمگذاری کے زمان کے دوران اسکے بدن کا بنیادی درجہ حرارت ملاحظہ طور پر بڑھ جاتا ہے۔

۶۔ منی کے انزال سے پہلے خروج (Coitus Interruptus)

Coitus Interruptus کے معنی یہ ہیں کہ مرد مباشرت کے دوران اپنے آلت تناسل کے فرج میں دخول کے بعد، منی کے انزال سے پہلے آلت کو فرج سے باہر نکال لے۔ جدید روشوں کے ایجاد سے پہلے یہی روش ضد

حاملگی کی مقبول العام روش تھی۔

محمد بن مسلم اور عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ یمنی نے امام جعفر صادقؑ سے اس روش کے بارے میں سوال کیا۔ امامؑ نے جواباً فرمایا:-

یہ مرد پر منحصر ہے وہ جہاں چاہے اپنی منی گرائے۔

اس حدیث کے بنا پر ہمارے مجتہدوں کی کثیر تعداد یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ مرد کا اپنے آلت تناسل کو منی کے انزال سے پہلے فرج سے خارج کر لینا ایک مجاز فعل ہے۔ لیکن زوجہ کی رضایت کے بغیر فعل مکروہ ہے۔

بالا تذکرہ شدہ سب روشوں میں کسی طرح کے بھی عمل جراحی کی ضرورت نہیں پڑتی اور سب ضد حاملگی کے لئے موقتی وسیلہ ہیں۔ زن و شوہر جب چاہیں ان روشوں میں سے جو بھی روش وہ استعمال کر رہے ہیں اسے منقطع کر کے بچہ دار ہونے کا اقدام کر سکتے ہیں۔

۷۔ عقیم سازی

عقیم سازی ایک ایسا عمل جرّاحی ہے جو انسان کو بچہ دار ہونے کی صلاحیت سے محروم کر دیتا ہے مردوں میں عمل عقیم سازی کو Vasectory کہتے ہیں۔ اس عمل جراحی میں مرد کے تناسل رستگاہ کی رگ کو یا تو کاٹ دیتے ہیں

یا پھر اس میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں۔ جسکی وجہ سے نطفہ خصیہ (بیضہ) سے وذی غدود اور دوسرے تولیدی اندام تک منتقل نہیں ہوسکتا۔ نتیجتاً عورت پھر حاملہ نہیں ہوتی۔

عورتوں میں عمل عقیم سازی کو رگ بندی (Tubal Ligation) کہتے ہیں۔ اس عمل جراحی میں مجرائی غم (fallopian Tube) کو یا تو کاٹ دیتے ہیں یا پھر اس میں رکاوٹ ایجاد کر دیتے ہیں۔ اس عمل کی وجہ سے عورت پھر حاملہ نہیں ہوسکتی۔

۸۔ زوجہ اپنے طور پر نظارے بر ولادت کر سکتی ہے

زوجہ کو بنا شوہر کی تائید کے پوری طرح یہ حق حاصل ہے کہ وہ ضد حاملگی کی کوئی بھی روش کو استعمال کرے۔ البتہ اسے چاہیئے ہے کہ وہ ایک ایسی روش کو عمل میں نہ لائے جو کے شوہر کے ازدواجی حقوق میں رکاوٹ کا سبب بنے۔ مثال کے طور پر وشوہر کو مجبور نہیں کرسکتی کے وہ کنڈوم استعمال کرے یا پھر یہ کہ انزال منی فرج سے باہر کرے۔ یہ قانون اس اصل کی بنا پر ہے کہ شوہر کے ازدواجی حقوق زوجہ پر فقط اس حد تک ہیں کہ وہ شوہر کی خواہش پر مباشرت کے لئے حاضر و مایل رہے اور اس عمل میں شوہر کے

ساتھ پوری طرح تعاون کرے۔ یہ حق اس حد تک نہیں ہیکہ وہ اسکے لئے بچہ دار ہو۔ بچہ دار ہونا یہ نہ ہونا ہورت کا اپنا ذاتی فیصلہ ہے اور اسلئے وہ اختیار کامل کے ساتھ بچہ دار نہ ہونے کے لئے کوئی بھی ضد حاملگی کی روش کو استعمال کرسکتی ہے بشرطیکہ وہ روش اسکے شوہر کے ازدواجی حقوق کے لئے رکاوٹ کا باعث نہ بنے۔

سقط جنین

ضد حاملگی اور سقط جنین کے سلسلے میں اسلامی شریعت نے نہایت فطری اور بہت ہی متعادل روش کو اپنایا ہے۔ وہ عورت کو اس بات کی اجازت تو دیتی ہے کہ وہ حاملہ نہ ہو لیکن یہ اجازت نہیں دیتی کہ وہ حاملہ ہوجانے کے بعد کی (بغیر کسی طبی وجہ کے) سقط جنین کر کے حاملگی کو ناتمام حالت میں ختم کردے۔ رحم میں نطفہ دار تخم کے استقرار کے بعد عمل سقط جنین (بغیر کسی طبی وجہ کے) مطلقاً ممنوع ہے اور خدائی قوانین اور جنین (یعنی نامولود اولاد) کے خلاف جرم تلقی کہا جاتا ہے۔

غسل جنابت

١۔ جنابت شرعی نجاست ہے۔

جنابت ایک شرعی ناپاکی ہے جو کہ منی کے انزال یا طغیان شہوت یا پھر مباشرت کے بعد انسان پر عائد ہوجاتی ہے اور ایسی حالت میں انسان جنب کہلاتا ہے اور جو عمل شرعی اسے اس نجاست سے پاک ہونے کے لئے کرنا واجب ہے اسے غسل جنابت کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں آیا ہے:

اے ایمان والو نماز کے نزدیک جنب کی حالت میں مت جاؤ جب تک کہ تم اپنے کو پاک نہ کرلو۔

(سورۃ نساء ۴:۴۴)

اے ایمان والو جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو......اگر تم جنب ہو تو اپنے آپ کو پاک کرلو۔

(سورۃ مائدہ ۵:۶)

اسباب جناب

بطورکلّی ایک مسلمان فرد کے لئے خواہ وہ مرد ہو یا عورت جنب ہونے کے دو اسباب ہیں ایک انفرادی اور دوسرا اشترا کی۔ انفرادی سبب مرد کے لئے انزال منی اور عورت کے لئے خورج ترشع ہے جسکی وجہ سے وہ منفرد طور پر جنب ہوتے ہیں۔ ایک زن و مرد کے لئے اشترا کی سبب انکی آپس میں مباشرت ہے جو دونوں کو جنب بنا دیتی ہے۔

الف۔ مرد کے لئے انفرادی سبب (انزال منی)

اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ انزال منی جاگنے کی یا پھر سونے کی حالت میں ہوا ہو، تھوڑا ہو یا بہت، ارادی طور پر یا پھر غیر ارادی طور پر ہوا ہو، حلال طریقے سے یا پھر حرام طریقہ سے (جیسے استمنا) سے ہوا ہو۔ ان سب صورتوں میں انسان جنب ہوجاتا ہے اور اس پر غسل جنابت واجب ہوجاتا ہے...... اگر کوئی مایع مانند شئ مرد کے آلت تناسل سے خارج ہو اور اسے شک ہو کہ یہ منی ہے یا نہیں تو اسے چاہیئے کہ مشاہدہ کرے کہ اس مایع شئ کا انزال ھیجان کے ساتھ ایک مختصر فوارہ کی صورت میں ہوا اور پھر انزال کے بعد بدن میں سستی لائے تو ان تین علامتوں کے پائے جانے پر

اسے یہ سمجھ لیا جائے انزال منی واقع ہوا ہے ورنہ نہیں۔

ب۔ عورت کے لئے انفرادی سبب (خروج ترشع)

اگر عورت کے رحم سے ترشع ہیجان کے ساتھ خارج ہوا اور اسکے بعد سستی کا احساس ہو تو ترشع نجس ہے بطور عمل احتیاط اس پر واجب ہے کہ وہ غسل جنابت کرے لیکن اگر ترشع کے ساتھ ہیجان اور سستی کی علامتیں نہ پائی جائیں تو ترشع نجس نہیں ہے اور اسلئے عورت پر غسل جنابت واجب نہیں ہے۔

ج۔ مرد اور عورت کے لئے اشترا کی سبب:

ایک مرد اور عورت کے مابین مباشرت ہو، خواہ جائز یا ناجائز مرد کی منی کا انزال ہو یا نہ ہو عورت کا ترشع خارج ہو یا نہ ہو، مرد اور عورت دونوں پر غسل جنابت واجب ہوجاتا ہے۔ شرعی نکتہ نظر سے غسل جنابت واجب ہونیکے لئے لازم نہیں ہے کہ مرد کا آلت تناسل پوری طرح مھبل میں داخل ہو بلکہ تنہا حشفہ کا دخول مباشرت تلقی کہا جاتا ہے اور نتیجتاً دونوں مرد و زن پر غسل جنابت واجب ہوجاتا ہے۔

۳۔وہ اعمال جو ہر جنب پر حرام ہیں

ایک جنب فرد کے لئے ذیل کے چار عمل حرام ہیں۔

الف: ایک جنب کے لئے قرآنی آیتوں، اللہ کے نام اور اسکے صفات کے نام۔ انبیاؑء اور اماموںؑ کے نام، حضرت بی بی فاطمہ زہراؑ کے نام کی لکھائی کو مس کرنا حرام ھے۔

ب: ان قرآنی آیتوں کا پڑھنا جن میں سجدہ واجب ہے اور یہ آیتیں حسب ذیل ہے:
۳۲ویں سورہ کی ۱۰ویں آیت، ۴۱ویں سورہ کی ۱۵ویں آیت، ۵۳ ویں سورہ کی ۶۴ ویں آیت اور ۹۶ ویں سورہ کی ۱۹ویں آیت۔ البتہ ایک جنب کے لئے بہتر یہ ہے کہ ان چار سوروں میں سے ایک آیت کی بھی تلاوت نہ کرے۔

ج: کس مسجد میں داخل ہونا اور وہاں پر ٹہر جانا۔قرآن مجید میں خداوند متعال کا فرمان ہے۔"اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو......نہ (ہی تم کوئی مسجد میں داخل ہونے کی اجازت ہے) اگر تم جنب ہو جب تک کے تم ظاہری نجاست کو دھو نہ لو فقط گذر سکتے ہو۔"

(سورہ نساء ۴:۴۳)

اس آیت اور مربوط احادیث کہ بنا پر ہمارے مجتہدین نے یہ اخذ کیا ہے کہ ایک جنب کو مسجد میں ٹہرنے کی مطلقاً اجازت نہیں ہے۔ البتہ، جیسا کہ یہ آیت کا بیان ہے، ایک جنب مسجد سے گذر سکتا ہے (مثلاً ایک دروازہ سے وارد ہوکر کسی دوسرے مسجد کے دروازے سے خارج ہوجائے)۔ خاطر نشین ہوکر مسجد سے گذرنے کی رعایت کا اتلاق مسجد الحرام، شہر مکہ شریف، مسجد النبی، شہر مدینہ منورہ اور تمام آئمہ کے مقدس مقبروں کے لئے نہیں ہے۔ ایک جنب ان مقدس مقاموں سے گذر بھی نہیں سکتا۔

د: مسجد میں داخل ہوکر کوئی شئ لے لینا یا چھوڑ دینا۔

۴۔وہ اعمال جو جنب کے لئے مکروہ ہیں۔

الف۔ کھانا اور پینا مگر یہ کہ وہ وضو کرے یا پھر کم از کم اپنا دہن اور ناک کی آب کشی کرلے۔

ب۔ قرآن مجید کی چار سجدہ واجب رکھنے والی سوروں کو چھوڑ کر باقی سوروں میں سے سات آیتوں سے زیادہ کی تلاوت کرنا۔

ج۔ قرآن مجید کے غلاف کو مس کرنا۔

د۔ بغیر وضو کے سونا۔

۵۔ وہ عبادتیں جو جنابت کے ساتھ نہیں کی جاسکتیں۔

الف۔ نماز مگر یہ کہ تیمّم بدل غسل جنابت کے ساتھ۔ البتہ نماز میت کے لئے استثناء ہے جو کہ ایک بے وضو یا جنب انسان بھی پڑھ سکتا ہے۔

ب۔ کعبہ شریف کا طواف اگرچہ مستحب حج یا عمرہ کا جزو ہو۔

ج۔ روزے رکھنا۔

۶۔ غسل جنابت کرنے کے طریقے۔

غسل جنابت (اور دوسرے غسل مانند غسل حیض (نفاس) غسل مس میت اور غسل جمعہ وغیرہ شرعی غسل ہے اور اس میں انسان اپنے پورے بدن کی آب تنی کرتا ہے۔ یہ غسل کرنے کے دو طریقے ہیں، جو کہ غسل ترتیبی اور غسل ارتماسی کے نام سے موسوم ہیں۔

الف۔ غسل ترتیبی

غسل ترتیبی میں ایک خاص ترتیب کے ساتھ انسان اپنے بدن کی

آب تنی کرتا ہے۔ اور اس کا طریقہ یہ ہے۔

سب سے پہلے ظاہری نجاست (مانند منی یا خون کے) اپنے بدن سے دھوئے، پھر دل میں یوں نیت کرے، ''غسل جنابت ترتیبی، بجالاتا (لاتی) ہوں ''قربتةً الی اللہ'' بعد اس کے بدن کی اس طرح تین مرحلوں میں آب تنی کرے، اولاً سر اور گردن کو اس طرح دھوئے کے پانی پورے سر کی کھال تک اچھی طرح سے پہنچ جائے، ثانیاً اپنے داہنی جسم کو گردن سے پاؤں کی انگلیوں اور تلوے تک کو آگے اور پیچھے سے دھوئے ثالثاً اسی طرح جسم کے بائیں حصہّ کے دھوئے۔ بہتر ہے سر دھوتے وقت بالوں کو اپنی انگیوں سے کنگی کرے، بدن کے ہر دو حصوں (راست وچپ) کو دھوتے وقت ناف اور آگے اور پیچھے سے اپنی شرمگاہ کو دھونے اور ساتھ ہی ایک طرف کو دھوتے وقت دوسری طرف کے کچھ حصّے کو بھی دھولے۔

ب۔ غسل ارتماسی

غسل ارتماسی میں انسان اپنے بدن کو ظاہری نجاست سے پاک کرنے کے بعد اپنے پورے بدن کو غسل ارتماسی کی نیت کر کے پانی میں غوطہ دیتا ہے۔ ظاہری بات ہے کہ یہ غسل فقط حوض، تالاب، جھیل یا دریا میں

ہی کیا جاسکتا ہے۔ تاکیداً پورا بدن ایک دفعہ اور نہ بطور تجریجی پانی میں خواہ تھوڑے ہی وقفہ کے لئے غوطہ ور ہونا چاہیئے اور اس طرح کہ اطمینان ہوجائے کہ پانی بدن کے ہر حصے، کھال، بال اور تلوؤں تلے۔ پہنچ جائے۔ البتہ غسل ترتیبی کو غسل ارتماسی پر ترجیح دی جاتی ہے۔

۷۔ مستحبات غسل جنابت

غسل جنابت کے بارے میں مندرجہ ذیل امور کا بجالانا مستحب ہے۔

الف۔ غسل کرنے سے پہلے ہاتھوں کو کہنیوں تک تین بار دھونا۔

ب۔ تین بار کلّی کرنا۔

ج۔ بدن کے ہر حصّے کو ہاتھوں سے مسل کر (صابن سے) دھونا تاکہ اس بات کا اطمینان ہوجائے کہ بدن ہر قسم کی ظاہری نجاست سے پاک ہوگیا ہے۔

د۔ بالوں میں انگلیوں سے کنگھی کرنا تاکہ یقین ہوجائے کہ پانی بالوں کی جڑ تک پہنچ گیا ہے۔

ھ۔ مرد کے لئے مستحب ہے غسل جنابت سے پہلے کوئی مشتبہ مائع خارج ہوجسکے بارہ میں شک ہو کہ منی ہے یا پیشاب، تو اگر اس نے

غسل سے پہلے عمل استبرا کو انجام دیا ہو تو اس مایع شئ کو پیشاب جانے اور اسے نماز کے لئے دوبارہ غسل جنابت کرنے کی حاجت نہ ہوگی فقط وضو واجب ہوگا۔ لیکن دوسری طرف، اگر اس نے غسل سے پہلے عمل استبراء انجام نہ دیا ہو تو اسکو چاہیئے ہے کہ اس مائع شئ کو منی سمجھے اور دوبارہ غسل جنابت کو انجام دے۔

حقوق طرفین اور آپسی برتاؤ

جب کہ لڑکی عروس بن کر اپنے شوہر کے گھر میں پہلا قدم رکھتی ہے تو اس بات کو خاطر میں رکھنا چاہیئے ہے کہ وہ اپنے عزیزوں سے وداع ہو کر ایک کاملاً نئے اور ناآشنا ماحول میں آئی ہے اسلئے وہ یقیناً رعایت اور مراعات کی مستحق ہے اور اسے فرصت اور موقع دینا چاہیئے ہے کہ وہ اپنے آپ کو اس نئے ماحول میں منطبق کر سکے اور کرے۔

ملاّ محسن فیض کاشانی اپنی کتاب الوافی میں ''حقوق زوجہ بر شوہر'' کے باب میں لکھتے ہیں کہ رسول مقبولؐ سے منقول ہے کہ کچھ لوگوں نے آنحضرتؐ سے زوجہ کے اپنے شوہر پر حقوق کے بارے میں سوال کیا تو آنحضرتؐ نے جواب میں فرمایا:-

شوہر کو چاہیئے ہے کہ اپنی زوجہ کی چھوٹی تقصیروں کو نادیدہ لے اور بڑی تقصیروں کو معاف کر دے۔ (اے گفٹ فار دی یوتھ، شبیب رضوی)

شہاب عبدو رابہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے زوجہ کے حقوق اپنے شوہر پر کے بارے میں سوال کیا تو انہوں

نے فرمایا: ''شوہر کو چاہیئے ہے کہ اپنی زوجہ کی تمام بنیادی ضرورتوں کو پورا کرے اور ان ضرورتوں کو پورا کرنے کے بعد اسکے ساتھ مہربانی اور محبت کے ساتھ پیش آئے اور متناوباً (recurringly) غیض وغضب کی حالت اپنے اندر پیدا کر کے اسے وحشت زدہ نہ کرے۔ اور اگر شوہر نے اپنی زوجہ کے ساتھ اس طرح سلوک کیا تو میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس نے اپنے زوجہ کے حقوق کو پورا کیا۔

(۵۵)

ایک زوجہ کے حقوق کی رعایت کرنے کی اہمیت کو اللہ کے پیغمبرؐ کی اس حدیث سے سمجھا اور اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جس میں وہ فرماتے ہیں: ''تم لوگوں کے درمیان بہترین وہ شخص ہے جو اپنی زوجہ کا حق بہترین وجہ ممکن سے ادا کرے اور میں تم لوگوں کے درمیان سب سے بہتر ہوں جو اپنی بیویوں کے حقوق ادا کر رہا ہے۔ (حوالہ بہ حق لاسزر)

۲۔خانہ داری میں زوجہ کی مدد کرنے کی اہمیت

ایک دن اللہ کے پیغمبرؐ حضرت علیؑ اور جناب بی بی فاطمہؑ زہراؑ سلام اللہ علیہ کے خانہ مبارک تشریف لے گئے وہاں انہوں نے دیکھا کہ علیؑ دال

چن رہے ہیں اور حضرت بی بی فاطمہؑ کھانا پکانے میں مصروف تھیں۔ اس منظر کو مشاہدہ کر کے آنحضرتؐ نے فرمایا: ''یا علیؑ میں کچھ نہیں کہتا مگر وہ جو مجھ پر وحی ہوتا ہے۔ ہر وہ شخص جو اپنی زوجہ کی خانہ داری میں ہاتھ بٹاتا ہے تو وہ اپنے بدن کے روؤں کے تعداد کے برابر سال بھر کی عبادت کی جزا اور پاداش دیتا ہے۔ جبکہ سال کی عبادت اسطرح کی ہو کہ سال کے ہر روز میں روزہ رکھا ہو اور ہر رات پوری رات نمازیں پڑھی ہوں۔ اسکے علاوہ اللہ اسے تمام صابروں، حضرت داؤدؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے برابر ثواب اور جزا دے گا۔
(۵۷)

۳۔ افراد خانوادہ سے بدرفتاری کے نتائج

امام رضاؑ فرماتے ہیں:-

ہر مرد کو چاہیئے ہے کہ اپنی توفیق اور استطاعت کے مطابق اپنی زوجہ اور اولاد کی آسایش اور آرام پہنچانے کے لئے جدوجہد کرے کیونکہ اگر وہ انکے ساتھ نامہربانی اور سخت گیری کرے گا تو اس وجہ سے کہ انکو انکے حقوق سے محروم کیا جارہا ہے وہ اسکی موت کی آرزو کریں گے۔''

(۵۸)

جب سعد ابن ماز، صحابی رسولؐ گذر گئے اور آنحضرتؐ نے خود اسکے جنازہ میں شرکت کی اور بہت ہی احترام کے ساتھ اسکے جنازہ کو کئی بار اپنے دوش مبارک پر اٹھایا اور پھر انکو خود اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا اور دفن کیا۔ رسول اکرمؐ کے اس ذوق وحمیت کو دیکھتے ہوئے سعد کی ماں روتے ہوئی کہا: ''مبارک ہو میرے بچہ کہ تم کو جنت مل گئی'' یہ سنتے ہی رسول مقبول نے جواباً فرمایا: ''منتظر رہو، الٰہی امور میں جلدی مت کرو، تمہارا بیٹا اس وقت سخت پریشانی اور عذاب میں ہے۔ جب لوگوں نے آنحضرتؐ سے اس وضعیت کا سبب پوچھا تو آنحضرتؐ نے فرمایا: ''وہ اپنے افراد خانوادہ سے بہت بری طرح پیش آتا تھا۔'' (۵۹)

۴۔ امام سجادؑ کے مطابق، زوجہ سے حقوق

''یہ تمہاری زوجہ کا حق ہے کہ تم یہ جانو کہ اللہ نے اسے تمہاری آسایش اور (اضطراب میں) آسودگی (دینے) کے لئے بنایا ہے، ایک دوست اور (گناہ اور معصیت سے بچنے کے لئے) سپر بنایا ہے۔ اور اسی طرح یہ تم دونوں پر فرض اور واجب ہے کہ اپنے شریک (حیات) کے لئے اللہ کا شکر بجالاؤ اور اسے اللہ کا فیضان نعمت جانو اور یہ تم پر واجب ہے اس

اللہ کے فیض (یعنی اپنی زوجہ) کے ساتھ اچھی رفاقت رکھو، اسے محترم جانو اور اس پر مہربان رہو، باوجود اسکے کہ تمہارے حقوق اس پر زیادہ ہے اور تمہاری اطاعت، تمہاری ہر پسند اور ناپسند کی نسبت جب تک کے اس (پسند اور ناپسند کی اطاعت) میں گناہ نہ ہو، اس کے لئے حرف آخر ہے۔ تمہیں ایسی صورت میں تمہاری محبت اور رفاقت (تمہاری طرف سے) اور جائے استراحت کی وہ مستحق ہے کہ جہاں فطری خواہش اور تقاضے ارضا ہوں اور یہ خود اپنی جگہ ایک بزرگ فرض ہے۔ اور کوئی قوت نہیں مگر اللہ کی۔" (۶۰)

۵۔ زوجہ پر شوہر کے حقوق

شوہر کے حقوق زوجہ پر متعدد ہیں اور ان میں سے سب سے زیادہ پر اہمیت (حق) اسکے ساتھ جسمانی رابطہ برقرار کرنے سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ زوجہ پر فرض ہے کہ وہ اپنے آپکو جسمانی طور پر شوہر کے تسلیم کردے۔ البتہ کہیں بھی اور کبھی بھی، شوہر کو، خواہش ہونے پر، اپنی زوجہ کے ساتھ جسمانی رابطہ پیدا کرنے کا حق بطور آشکار زوجہ کیطرف سے خواہش متقابل پر مبنی اور برقرار ہے۔

شوہر کے غیاب میں زوجہ کے فرائض میں شوہر کے حقوق، مقام،

وضع اجتماعی، مال وثروت اور وقار وشرف تحفظ شامل ہیں۔ اسے چاہیئے ہے کہ شوہر کی اجازت کے بنا نہ تو اس کے مال میں تحفظ شامل ہیں۔ اسے چاہیئے ہے کہ شوہر کی اجازت کے بناء نہ تو اس کے مال میں سے خرچ کرنے اور نہ ہی اسکا کوئی راز فاش کرے۔ اسے حقیقت میں شوہر کا نزدیک ترین محرم راز ہونا چاہیئے ہے۔

اسی طرح زوجہ کو چاہیئے ہے کہ شوہر کی غیاب میں اسکی اجازت کے بنا کسی کو گھر میں داخلہ نہ دے، کیونکہ یہ عمل بیشمار غلط فہمیوں کی طرف لے جا سکتا ہے۔ جو مؤثر طور پر مقدس ازدواجی پیمان پر شک، شبہ اور بے اعتقادی کا سایہ ڈال سکتے ہیں۔ اسے شوہر کے نظریات، منسوبات اور تدارکات جو کہ اس نے اسکے اور دیگر افراد خانوادہ کے لئے مہیا کئے ہیں۔ ان سب کی قدر کرنا چاہیئے ہے۔ چاہے دنیا ادھر کی اُدھر ہو جائے۔ اسے شوہر کی نافرمانی نہیں کرنا چاہیئے اور نہ ہی اسے کوئی ایسا کام کرنا چاہیئے جسکی وجہ سے اسکی عزت پر داغ آئے۔ المختصر اسے چاہیئے ہے کہ اپنے آپ کو اپنے شوہر کی تمام توجیہات کا مرکز بنائے تا کہ وہ دونوں ایک ہم آہنگ زندگی کی طرف اپنے خانوادہ کی رہنمائی کرسکیں۔ (۶۱)

امام باقرؑ فرماتے ہیں ایک موقع پر ایک خاتون نے مقدس پیغمبرؐ سے ان حقوق کے بارے میں سوال کیا جو ایک شوہر اپنی زوجہ پر رکھتا ہے تو آنحضرتؐ نے جواب میں فرمایا تو ''اول اور مقدم یہ کہ زوجہ کو شوہر کی اطاعت کرنا چاہیئے ہے اور اسکی نافرمانی کرنے سے اجتناب کرے۔ اسے شوہر کی اجازت کی بنا اسکے گھر کی کوئی چیز کسی کو اھدا (ہدیہ) نہیں کرنا چاہیئے ہے اور نہ ہی وہ مستحب روزے اسکی موافقت کے بنا رکھ سکتی ہے۔ اسے ہرگز اسکے جسمانی حق سے انکار نہیں کرنا چاہیئے اور نہ ہی اسے اسکی لذت سے محروم کرنا چاہیئے ہے۔ اگر وہ اسکے گھر سے بنا اسکی اجازت کے گھر سے باہر قدم رکھتی ہے تو زمین اور آسمان اور غضب کے فرشتے اور رحم کہ فرشتے اسکے گھر واپس لوٹنے تک اسکو لعنت ملامت کرتے ہیں۔'' (۶۲)

۶۔ اطاعت شوہر کی اہمیت

امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں کا گروہ پیغمبر اسلامؐ کے دیدار کے لئے آیا اور کہا: ''اے اللہ کے رسولؐ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو دوسرے کے سامنے سجدہ کرتے ہیں۔'' اس پر رسول مقبولؐ نے جواباً فرمایا:۔

اگر میں خالق کائنات اللہ کے سوا کسی اور کے سامنے سجدہ کرنے کی اجازت دے سکتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کے اپنے اپنے شوہروں کے آگے سجدہ کریں۔ (۶۳)

گذارش ہے کہ رسول اکرمؐ نے یہ بھی فرمایا:۔

ایک زوجہ جو اپنے شوہر کو ایک گلاس پانی پینے کے لئے دیتی ہے وہ ایک سال کی مدت کی عبادت کا ثواب حاصل کرتی ہے۔ ایسا سال جسکی ہر رات عبادت میں گذرہو اور ہر دن روزوں میں گذرے۔ پانی کے ایک قطرہ کے بدلے جو وہ اپنے شوہر کے لئے مہیا کرتی ہے۔ بہشت میں اسکے لئے ایک شہر بنتا ہے اور اسکے ۶۰ سال کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔''

مکارم الاخلاق کے مصنف حضرت امام محمد باقرؑ کی سند سے بیان کرتے ہیں:۔

عورت کا جہاد یہ ہے کہ اپنے شوہروں کے ساتھ زندگی کا مقابلہ کرتے ہوئے صبور رہیں۔''

۷۔بدزبانی کے خلاف انتقاد:۔

رسول اکرمؐ نے فرمایا:۔

''ہر وہ عورت جو اپنے شوہر کے ساتھ تلخ کلامی کرتی ہے اور اسکے احساسات کو مجروح کرتی ہے۔ ایسی عورت کا کوئی بھی عمل عبادت واجب یا مستحب اللہ کی نظر میں قابل قبول نہ ہوگا جب تک اسکا شوہر اس سے اظہار رضایت نہ کردے خواہ یہ عورت دن میں روزے رکھے، راتوں میں عبادت کرے، غلاموں کو آزاد کرے اور بہترین گھوڑے اس کی راہ میں اھدا کرے۔ وہ پہلی فرد ہوگی جو آتش جہنم میں داخل ہوگی۔ اسی طرح کا انجام اس شوہر کا ہوگا جو اپنی زوجہ کے حقوق غصب کرے۔''

(۶۴)

۸۔خلاصہ از حقوق متقابل

اپنی کتاب ''اصول ازدواج اور اخلاق خانوادہ، پروفیسر ابراھیم امینی تفصیل کے ساتھ شوہر اور زوجہ کے مابین فرایض کی تشریح کرتے ہیں اور ضمن تشریح براہینِ خود کراراً واقعات نقل فرماتے ہیں۔ انہوں نے یہ

کتاب دو حصوں میں لکھی ہے۔ پہلے حصے میں عورتوں کے دوسرے حصہ میں مردوں کے فرائض بیان کئے ہیں:۔

پہلا حصہ عورت کے فرائض

مؤلف کے مطابق ہدف ازدواج یہ ہے کہ زوجہ اپنے شوہر کے ساتھ زندگی بسر کرے اسے مہربان ہونا چاہئیے ہے اور اپنے شوہر کا احترام کرنا چاہئیے ہے، اسے چاہئیے کہ بدون سبب شکایت نہ کرے۔ اسے چاہئیے کہ خوش اخلاق، شوہر کی قدردان اور اسکی آسودگی کا باعث بنے اور اسکی کوتاہیوں کو نادیدہ لے اور اسکی خطاؤں کو معاف کرے۔ اسلامی حجاب کی رعایت کرے۔ اسے شوہر کے رشتہ داروں کے ساتھ زندگی نبھا کر جینا سیکھے۔

دوسرا حصہ شوہر کے فرائض

مرد اپنے خانوادہ کا سرپرست اور ولی ہے۔ اسے چاہئیے ہے کہ اپنی زوجہ کا خیال رکھے اور اسکے ساتھ محبت سے پیش آئے۔ اسے عزت اور اسکے خوش رفتاری کے ساتھ پیش آئے۔ بے سبب شکایت نہ کرے اور اسکی خطاؤں کو درگذر کرے۔ اسکی طرف سے بدگمان نہ ہو۔ گھر میں اپنے آپ کو پاک و پاکیزہ رکھے اور خانہ داری میں بچوں کی پرورش کرنے میں اسکی مدد کرے۔

۹۔دیگرافرادخانوادہ کےفرائض

خانوادہ کے دیگر افراد کو یہ درک کرنا چاہیئے ہے کہ تازہ شادی شدہ بیٹے کی توجہات اوراوقات طبیعی طور پراب عروس اور خودانکے فی مابین تقسیم ہونگے اوراس لئے انہیں اپنی توقعات کو (جوانکواپنے بیٹے سے ہے) اب گھر نئے ماحول کی مناسبت سے منطبق کرنے کے لئے تبدیل وتغیر کرنا ہوگا۔اور جہاں مشترک خانوادے ایک گھر میں رہتے ہیں،نامحرم خواتین کو، اگروہ اپنے شوہروں کے ساتھ گھر کے ایک مستقل حصّے میں زندگی نہیں کر رہی ہیں،حجاب رعایت کرنا ہوگا۔

۱۰۔ماحصل نہائی

ایک مسلمان فرد کی زندگی کے لئے روش اسلامی نہ فقط شادکامی اور رضایت کی ضامن ہے بلکہ مجموعی طور پر تمام اسلامی معاشرہ،شریعت کے قوانین کی پابندی کے طفیل فیضیاب اور سعادت مند بنتا ہے اور چونکہ ہر معاشرہ مختلف خانوادہ کے اجماع سے وجود میں آتا ہے اورخانوادے زن و مرد میں ازدواجی روابطہ کی برقراری سے وجود میں آتے ہیں لازم ہے کہ جو

تقدس اس ازدواجی رشتہ کواسلام نے عطا کیا ہے اسے مجموعی طور پر دیگر غیر اسلامی اور خاص طور پر آزاد و بی بند و بار مغربی معاشروں کی پر خطر اور خانماسوز آلودگیوں اورسمپاشیوں سے پاک اورمحفوظ رکھا جائے۔

آیئے خداوندمتعال سے مل کے دست بدعا ہوں کہ وہ ہمیں محمدؐ و آلہ محمدؐ کے صدیقہ میں توفیق دے اسے اپنی زندگی کا مقصد بنائیں اور اس مقصد کوحاصل کرنے میں ہمیشہ کامیاب رہیں۔

شادی کب کی جائے

شریک حیات اور تشکیل خانوادہ کی تمنّا اور ضرورت ایک فطری اور آنی محرّک ہے جسکو اللہ نے اپنی حکمت کاملہ اور مطلقہ کی سبب نہ فقط انسانوں میں بلکہ حیوانات اور نباتات تک کی فطرت کا اہم ترین جزو قرار دیا ہے اور یہی تمام عالم کی بقائے نسل کی متضمن ہے اور ہر جاندار کی زندگی کے سفر میں ایک مخصوص دور و زمان میں فعال ہو کر اپنے تمام فطری تقاضوں کے ساتھ ابھرتی ہے اس مخصوص زمانہ کے آغاز کو عنفوان شباب کہتے ہیں اور آغاز سے تا آخر حیات کے زمانے کو سن بلوغ (جنسی) کہتے ہیں اور انسان کو سن بلوغ میں پہنچنے پر کہتے ہیں۔ اسلامی شریعت کے مطابق جب لڑکے ۱۰ سال کے اور لڑکیاں ۸ سال کی ہو جائیں یا پھر ان میں جنسی توانائی پیدا ہو جائے تو وہ شرعی اور جنسی طور پر بالغ کہتے ہیں۔ اگر ایک انسان کے بالغ ہونے پر ان فطری تقاضوں کو سرِ موقع اسلامی شرعی قوانین کے تحت ارضا کہا جائے تو یہ تقاضے اپنا طبیعی مسیر طے کرتے ہوئے انسان کو اسکی تکامل کی منزل تک پہنچا دیتے ہیں اور اگر یہی فطری تقاضوں کو سر موقع پورا کرنے میں تاخیر کی جائے

یا پھر نادرست اور غیر طبیعی ذرائع سے پورا کیا جائے تو پھر یہ تقاضے اپنے طبیعی مسیر سے ہٹ جاتے ہیں۔ عصیانی اور طغیانی صورت اختیار کرتے ہوئے نہ فقط چند فاسد ہو جاتے ہیں بلکہ خود انسان کو اور یہاں تک کے پورے معاشرے کو بھی فاسد بنا دیتے ہیں۔

مناسب ہوگا اگر ہم یہاں ایک اور نظریہ ولی درحقیقت ریشہ فساد کو مورد بحث قرار دیں جسکا سہارا لے کر غرب زدہ مسلمان زن و مرد عقد میں آنے کا فیصلہ کرنے سے پہلے ایک دوسرے کو جاننے اور پہچاننے کے خیال سے آپس میں بے حجاب ہونا ضروری سمجھتے ہیں اور اس قبل از ازدواج بے حجابی کو ایک خوشگوار زندگی کی بنیاد تصور کرتے ہیں یہ نظریہ باطل اور محض ایک خیال خام ہے کیونکہ اگر اس میں ذرا سی بھی حقیقت کا شائبہ ہوتا تو ایسے معاشروں میں کہ جن میں اس نظریہ پر عمل کیا جاتا ہے۔ طلاق اور جدائی کے میزان، گذرے زمانے کے نقصان دہ اثرات نہ چھوڑتے۔ اسی طرح (یا برعکس) وہ ازدواج جو اسلامی معاشروں میں آشنائی قبل از دواج کے بغیر واقع ہوتے ہیں بطور کلّی ایک خوشگوار دوام کی حکایت نہ کرتے۔ البتہ شریعت اس بات کی اجازت ضرور دیتی ہے کہ آپس میں نامزد ہونے والے

زن ومرد شریک حیات کے انتخاب کی نیت سے اپنے بزرگوں کی موجودگی میں دیکھ سکتے ہیں اور ایک دوسرے کے اخلاق معیار اور روش زندگی کے بارے میں لوگوں سے پوچھ تاچھ کر سکتے ہیں۔ نیک نیتی سے ایسی اطلاع دینے والے پر غیبت کی تہمت عائد نہ ہوگی۔ یہ بات یہاں قابل ذکر ہے کہ ازواج کے سلسلے میں ہمسر کے انتخاب کے اولیہ مراحل سے آخری مرحلے تک واجب کہ کسی بھی حال میں طرف مقابل سے کسی بھی قسم کی غلط بیانی نہ کی جائے کوئی بھی عیب نہ چھپایا جائے اور کسی قسم کی غلط بیانی سے کام نہ لیا جائے اور نہ ہی کوئی دھوکہ دھڑی کی جائے کیونکہ بہت ہی ممکن ہے کہ ازدواج کے بعد دیر یا زود حقیقت برملا ہوجائے اور خطیر اور وخیم حالات کا پیش خیمہ بن جائے۔

اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ نامزد ہونے والے زن ومرد نکاح سے پہلے ایک دوسرے کو دیکھ نہیں سکتے۔

البتہ اسلام اپنی کسی بھی روش میں قدامت پسندی سے کام نہیں لیتا بلکہ ہر روش میں میانہ رو ہے۔ ظاہر ہے لڑکی کے بالا مرقوم شدہ مطلب کے مطالعہ کے بعد یہ غلط تصور ہی ذہن میں نہ آئے کہ اسلام ایک خدامت پسند

مذہب ہے اور یہ کے نامزد ہونے والے زن، مرد نکاح سے پہلے ایک دوسرے کو دیکھ ہی نہیں سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام ہر روش میں میانہ رو ہے اور زن وفرد کے قد وقیافہ کے اعتبار سے صیغہ عقد نکاح جاری کردیا جاتا ہے ایک مناسب ہمسر شریک حیات مہیا کرتے ہوئے۔

اجتماعی اور اقتصادی لحاظ سے شادی کا صحیح مطلب:

یادرہے ہر جاندار (اپنے گروہ میں) اجتماعی زندگی جیتا ہے۔ لیکن ایک جانور اور انسان کی زندگی میں بہت فرق ہے۔ ایک جانور کی زندگی کا عزیزہ شعور وفراست فقط حیوانی ہے۔ جانور کے شعور میں خورد وخواب وتولید نسل کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہے اور اسکی زندگی کا مقصد اسی حد تک ہے۔ اسلئے وہ سن بلوغ کو پہنچتے ہی فطرتاً اپنی شریک حیات کا انتخاب کرکے اپنی ازدواجی زندگی شروع کرتا ہے۔ لیکن انسان کو اللہ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اسے ایسا شعور دیا جو حیوانی شعور سے بالاتر ہے اس لئے انسانی زندگی کے اہدان بھی خورد وخواب وتولید نسل سے ماسوا ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تنہا سن بلوغ کو پہنچنے پر انسان شادی کے لائق نہیں ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ازدواجی زندگی کے آثار کے لئے شعور باسوا از شعور حیوانی لازم ہے۔ مراد یہ کہ

انسان کی عقل وشعور اتنے میعار کو پہنچ جائے کہ وہ نہ فقط تربیت شدہ کہلائے بلکہ اسکے اندر ربانی اوصاف پیدا ہو جائیں کہ اپنی اولاد کی خاطر خواہ تربیت کرسکے۔